ستمبر ۱۹۹۷

ماہنامہ نعت لاہور

گجرات کے پنجابی شعراء کی نعت
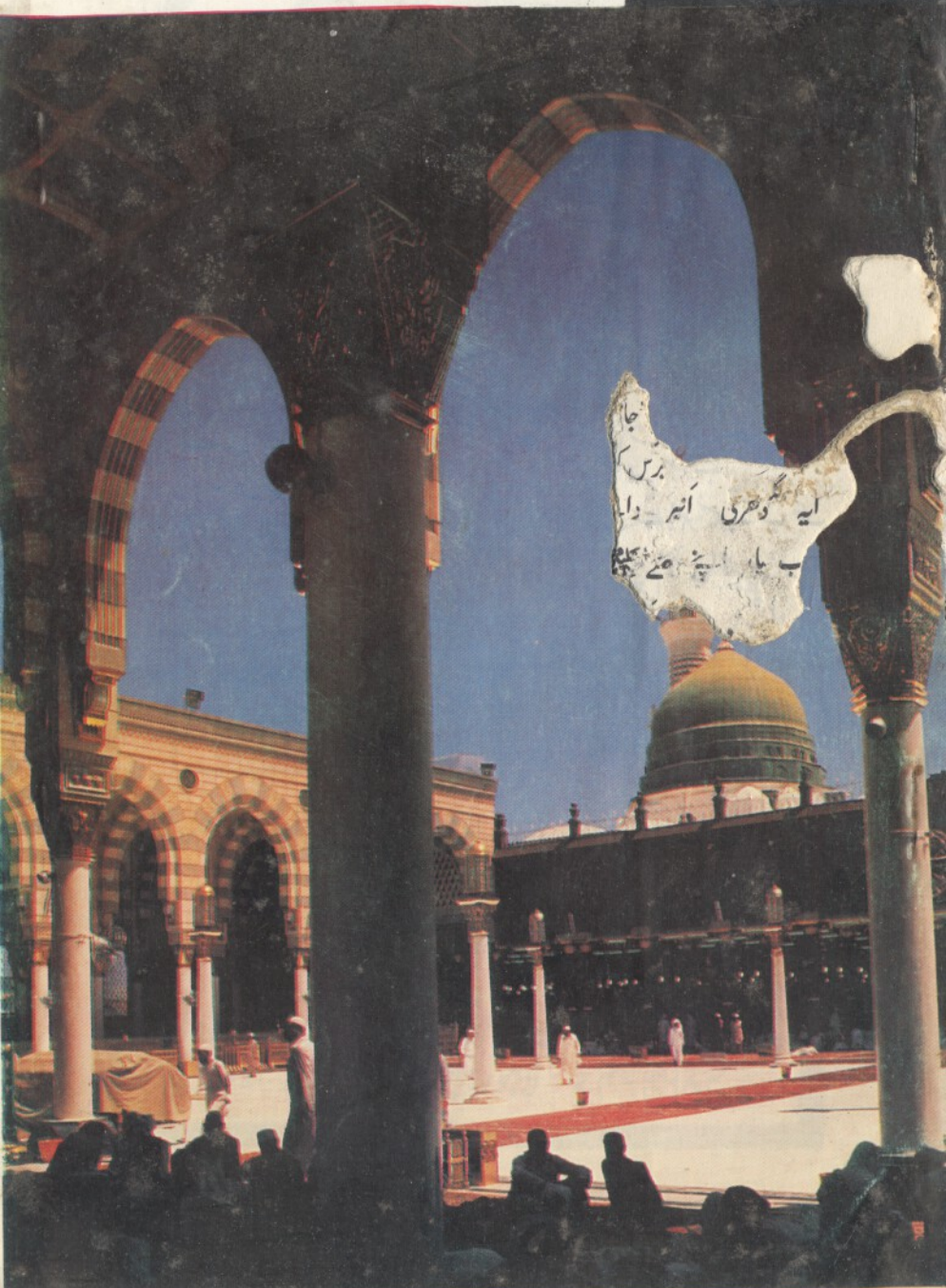
ماہنامہ **نعت** لاہور

جلد ۱۰ ستمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۹

گجرات کے پنجابی نعت گو

…ا رشید محمود

…ہناز کوثر

اظہر محمود

مینجر: اختر محمود

مشیرِ خصوصی:
چوہدری رفیق احمد باجوہ
ایڈووکیٹ

قیمت ۱۵/- روپے (فی شمارہ)
۱۶۰/- روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ

فون ۷۴۶۳۶۸۴ لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

ماہنامہ "نعت" لاہور کا اعزاز

○ ۱۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ (۱۸۔ اگست ۱۹۹۷ء) کو اسلام آباد میں ہونے والی "قومی سیرتُ النبی ﷺ کانفرنس" میں مدیرِ "نعت" راجا ر[illegible] محمود کو وزیرِ اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے فروغِ نعت کے سلسلے میں تحقیقی [illegible] ایوارڈ دیا۔

○ ۲۔ "قومی سیرتُ النبی ﷺ کانفرنس" میں ۱۹۹۶ء میں بچوں [illegible] پاک پر لکھی ہوئی کتاب "ہوا یہ کہ..." پر ماہنامہ "نعت" لاہور کے مینجر راجا اختر محمود کو بھی صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔

ضلع گجرات کے

پنجابی نعت گو شعرا

مُرتّبہ

ڈاکٹر محمد مُنیر احمد سلیچ

ایم بی بی ایس (پنجاب)

ایم اے (اردو، پنجابی)

لوراں۔ گجرات

فہرست

حافظ آفتابؔ وارثی

جلالپور جٹاں کے نامور اور پنجابی شاعر اور جامع حنفیہ قادریہ کے خطیب حافظ آفتابؔ وارثی ۸ دسمبر کو جلالپور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ جیّد عالم اور باعمل صوفی ہیں۔

تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں

۱۔ اج دا امام تے علیؓ کا ملنگ

۲۔ سوزِ جہاں تاب (۱۹۹۳ء)

۳۔ انوارِ شہِ لولاک ﷺ۔ نعتیہ مجموعہ۔ اس میں فارسی، اردو، پنجابی نعتیں شامل ہیں۔ آپ کی نعت اس بات کا ثبوت ہوتی ہے کہ آپ کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت وافر ملی ہے۔

نمونۂ نعت

ایہ دھرتی اَمبر دالے جو رنگ رَتّے خوش نظارے نیں
رب با[illegible] اپنے [illegible]ے ﷺ دے نور وچوں ایہ کُل پسار پسارے نیں

اوہدے دروں قائم کیتے نیں رب عرش و کرسی لوح و قلم
چن سورج روشن تاریاں تے اوہدے نور دے ہی چمکارے نیں

لوری مائی حلیمہؓ دیندی سی حوراں آ کے سہرے گاندیاں سن
جھولے پاک محمد ﷺ سرور ﷺ دے جبریلؑ امیں جھولارے نیں

کدے دند شہید کرائے نبی ﷺ کدے غارِیں نیر و گائے نبیؐ
کدے قابَ قوسین دی پینگ اُتے لئے سرور پاک ﷺ ہُلارے نیں

شبِ اسریٰ دے وچ عرشاں تے رب اپنے یار دی دید اُتے
کیتا تاج شفاعت نذرانہ تسنیم تے کوثر وارے نیں

اوہدے سوز جدائی وچ ہر دم آفتابؔ دی جان جلاندا اے
پُھل سیج دے دلبر باہجھوں تے اوہنوں لگدے اَگ انگیارے نیں

حوالہ:۔

(۱) انوارِ شہ لولاک المعروف گلزارِ نعتِ مصطفیٰ ﷺ: صفحہ ۱۳۴

احمد حسین قریشی قلعداری، ڈاکٹر

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعداری ثم گجراتی ۱۹۲۳ میں مولوی عبدالکریم قریشی کے علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ علمی ذوق اور ذخیرۂ کتب ورثہ میں ملا۔ ایف۔ اے تک ریگولر تعلیم پائی اور مڈل سکول کی ٹیچنگ سے علمی زندگی کا آغاز کیا۔ پھر اپنی محنت اور لگن سے ایم۔ اے تک پرائیویٹ تعلیم حاصل کی اور ایم۔ اے اردو، عربی، فارسی کیا۔ زمیندار کالج میں بطور لیکچرر طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں۔ اردو اور عربی میں پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔ اردو میں مقالہ لکھنے پر پندرہ سال تک محنت کرتے رہے اور عربی میں [illegible] دس بارہ سال بعد آپ کو یہ ڈگری دی گئی۔ اس سے آپ کی لگن اور مستقل مزاجی کا اندازہ [illegible] سکتا ہے۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں کوئی شعبہ آپ کی دسترس سے باہر نہیں۔ اب تک دو درجن کتب اور درجنوں مقالات لکھ چکے ہیں۔ "دیوانِ حمد و نعت" (عربی، فارسی، اردو، پنجابی) بھی شائع ہو چکا ہے۔ اسی دیوان سے ایک پنجابی نعت پڑھیے۔

سدا غم دے بدلاں وچ سانوں یاداں رہندیاں برق خرام دیاں
جدھی رحمت دے مینہ دی طلب اندر آساں جاگیاں نیں تشنہ کام دیاں

اللہ پاک والشمس واللیل کہ کے رُخ پاک تے زلف نوں یاد کیتا
ایسے واسطے اساں وی مل لئے نیں رونے صبح دے تے آہاں شام دیاں

لوکی الف اللہ دے وچ پھاتے اساں ڈٹھا جاں پٹی پڑھان والا
سانوں ہورناں گھیریاں گھیر لیا اوہدی زلف والی لمی لام دیاں

اللہ پاک نے لوح محفوظ اُتے جدوں پاک محمد ﷺ دا ناں لکھیا
ادبوں جھک گئے تے ورد کرن لگ پئے ملک ویکھ حلاوتاں نام دیاں

ایہو آرزو اے میری دلے اندر ہووے حشر تیکر جے کر عمر میری

اِکو اوس دی یاد دے وچ لنگھن ویلے صبح دے تے گھڑیاں شام دیاں

حوالہ:۔

(۱) حالات و کلام۔ دیوانِ حمد و نعت، گجرات ۱۹۹۴ء صفحہ ۷، ۲۳، ۳۰۶

احمد خاں سیکریالوی، مولوی

گجرات کے مشہور عالم دین اور یوگنڈا زبان میں قرآنِ پاک کا سب سے پہلے ترجمہ کرنیوالے علامہ رحمت علی خاں سامی کے چچازاد بھائی مولوی احمد خاں ۱۸۶۴ء کے قریب سیکریالی (گجرات) میں مولوی عمر خاں کے گھر پیدا ہوئے۔ اپنے والد، چچا امیر خاں، مولانا محمد عالم اور سیّد محمد چراغ (چکوڑی بھیلووال) سے علوم دین میں دسترس حاصل کی۔ عربی و فارسی زبان و ادب کا گہرا مطالعہ کیا "جامع تعلیلات" (فارسی صرف و نحو) اور چند رسائل آپ کی یادگار ہیں۔ آپ نے تیس برس کی عمر میں ۹۵۔۱۸۹۴ء میں وفات پائی۔

آپ نسلاً "بارک زئی افغان تھے لیکن فارسی کے ساتھ ساتھ اردو اور پنجابی میں بھی خوبصورت اشعار کہتے تھے۔ آپ کی شاعری میں تصوّف، مذہب اور اختلافات نمایاں موضوعات ہیں۔ آپ کی زندگی سُنّتِ نبوی ﷺ چہرہ پر نقاب رکھتے تھے اور ہمہ وقت دین کی تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے استاد سیّد محمد چراغ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ پنجابی نعتیہ دعا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

یارب نال پیاریاں یاراں اندر روز جزا
حضرت صاحب دے باجھ الٰہی ہور نہ دینی جا
دُوہیں جہانیں دل میرے دا وڈا ایہی چا
باجھ دیدار اوہناں دے مینوں ہور نہ خواہش کا
پل پل اندر رہن مینوں کدی نہ ہون جُدا (۱)

حوالہ:۔

(۱) حالات و کلام از مضمون شاہین (زمیندار کالج گجرات) ۱۹۶۶

احمد یار مرالوی، میاں

میاں احمد یار مرالوی بلاشبہ گجرات کا سب سے بڑا پنجابی شاعر ہے۔ وہ ۱۷۶۸ء میں جلالپور جٹاں کے قریب قلعہ اسلام گڑھ میں پیدا ہوا۔ وہیں بچپن گزرا۔ احمد یار کے بُزرگ سوہدرہ سے اسلام گڑھ منتقل ہوئے تھے۔ احمد یار نے مختلف مدارِس اور اساتذہ سے تعلیم پائی اور اللہ کی خاص رحمت اور خداداد صلاحیتوں کی بنا پر چودہ مختلف علوم سیکھے، کئی زبانوں میں مہارت حاصل کی۔ چودہ مختلف خط سیکھے۔ اسلام گڑھ سے احمد یار پھالیہ کے مختلف دیہات سے ہوتا ہوا، آخر مرالہ پہنچا۔ وہیں زندگی کا ایک بڑا حصّہ گزارا اور وہیں ۱۸۴۵ء میں فوت اور دفن ہُوا۔

احمد یار پنجابی کا عظیم قادر الکلام شاعر تھا۔ اس نے ۴۵۰ کے قریب پنجابی منظوم کتب لکھیں۔ جن میں دو درجن رومانی قصے، ایک درجن کے قریب دینی کتب، طب کی کتابیں، اور شاہنامہ رنجیت سنگھ (فارسی۔ ۱۸۳۸ء) اور دیگر متفرق کُتب لکھیں۔ احمد یار نے بعض قصے دو دو بلکہ تین تین بار لکھے۔

احمد یار کی کتابوں میں سب سے زیادہ عقیدت کا اظہار نبیٔ آخرالزّماں ﷺ کی ذاتِ اقدس سے، کیا گیا ہے۔ احمد یار نے اپنی تمام کتب میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام رکھا بلکہ بعض کتب جیسے "حاتم نامہ" میں ہر باب کے آغاز میں نعت ملتی ہے۔ احمد یار نے "حلیۂ رسولِ مقبول ﷺ"۔ "معراج نامہ"۔ "مناجاتِ رسولُ اللہ ﷺ"۔ "وفات نامہ رسولِ پاک ﷺ" جیسی نعت و سیرت پر مبنی کُتب لکھ کر بھی حضورِ اکرم ﷺ سے اپنی بے پایاں محبّت کا اظہار کیا ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو دستیاب ہیں ورنہ احمد یار کے اپنے بیان کے موجب اس نے ان کے علاوہ بھی نعت و سیرت پر مشتمل کئی کتابیں منظوم کیں۔ جیسے حاتم نامہ میں وہ "رکن معارج" (معارج النبوت) شرحِ قصیدۂ بُردہ، قصیدۂ روحی وغیرہ کا ذکر کرتا ہے۔

شاعری کے سلسلے میں بھی احمد یار خود کو حضور ﷺ کا شاگرد بتاتا ہے اور تمام صلاحیتوں کو ان کی ذات کے فیضان سے منسوب کرتا ہے:

میں شاگرد حضور سچے ﷺ دا جتھوں چلدیاں ندیاں

کھوہاں دے سُنب بند نہ ہوندے گزر جاون سے صدیاں (۱)

نمونۂ نعت ملاحظہ ہو

وڈی نعت رسول ﷺ اللہ دی جنّوں سب وڈیایاں
اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ فوجاں پچھوں آیاں
ظاہر مُٹھ مٹی دے وچوں کیتے رب خزانے
کجھ ایتھے، کجھ کھول وکھائے اگلے وچ جہانے
رحمت لکھ درود کروڑیں سرور عالم ﷺ تائیں
چونہ یاراں دا شوق محبّت دلوں نہ مُول بھلائیں (۲)

سرور عالم ختم نبیاں ﷺ جنّوں سب وڈیائی
تس دی خاطر لوئیں گیاں، ہو پھری روشنائی
طٰہٰ تے یٰسٓ مُزمّل جس دی خاطر ہوئی
اتریا فرقان نبی ﷺ نوں خبر خلائق ہوئی
شبِ معراج حضور ﷺ بُلایا کیتا یار یگاناں
جسدی آپ دہروئی پھیری وچ زمیں آسماناں (۳)

اوہ محمد ﷺ سرور عالم اشرف کُل مخلوقاتوں
اوہ خورشید ولاں نوں چانن شوق حسن دے ذاتوں
اوہ مخدوم سبھے کوئی خادم اوہ محبوب یگانہ
جے کوئی اوس دا محرم ناہیں رد کیتا بیگانہ
روح مجسم پوے نہ سیانہ آکھیں توں اوہ خاکی
سد حضور پہنائی خلعت تاج دتّا لولاکی (۴)

حوالہ جات:۔

(۱) مولوی احمد یار: فن تے فکر: مقالہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر شہباز ملک۔ لاہور۔ ۱۹۸۴ء
(۲) قصّہ حاتم طائی (حاتم نامہ) از احمد یار، لاہور، س ن۔ صفحہ ۸۶
(۳) ایضاً" صفحہ ۱۶۸ (۴) ایضاً" صفحہ ۲۰۳

احمد یار، مستری

مستری احمد یار پنجابی کے صاحبِ کتاب شاعر تھے۔ ۱۹۱۵ء میں امیر بخش ولد سلطان احمد کے گھر مونگ تحصیل و ضلع منڈی بہاء الدین (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مونگ میں پائی اور ڈیزل مکینک کا کام سیکھا اور تمام عمر اسی پیشے میں بسر کی۔ ۱۹۷۹ء میں وفات پائی۔

جواں عمر جیون ساتھی کی وفات کے صدمے نے انہیں شاعری کی طرف راغب کر دیا۔ پھر عشقِ مجازی میں ناکامی نے انہیں مزید سوزِ دروں عطا کیا۔ پنجابی میں روایتی شاعری کرتے تھے۔ ان کی کتابوں کی تعداد ۶ سے زائد ہے۔ مثلاً "ہیر رانجھا" سسی پنوں، مرزا صاحباں، شاہنامہ اسلام، باراں ماہ قائدِ اعظم وغیرہ۔ یہ سب غیر مطبوعہ ہیں اور نایاب ہیں۔ صرف ہیر رانجھا موجود ہے۔ ہیر رانجھا کے قصے کے متن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مستری احمد یار، میاں بوٹا سے خاصا متاثر تھے۔ قصہ ہیر کے آغاز میں نعت درج ہے۔

نوری تاج لولاک دا پا سر تے محمد مصطفیٰ ﷺ عربی سلطان آیا
اے تے تخت نشین لیسٔ صورت کفر دُرِ یتیم مثان آیا
مونڈے کمبل مزمل لیس کھونڈی نبی ﷺ وحدتی سبق پڑھان آیا
خاطر جس دی عرش عظیم بنیا لاڑا اُمت دا امت بخشان آیا
شمع عشق توحید دی جگ گئی اے نقطہ کفر دا نبی ﷺ ونجان آیا
جھدی دھم ترنجناں وچ پے گئی لے کے عرش تھیں پاک قرآن آیا
باغ عشق حقیقی دے ہرے ہوگئے پھل دین دا نبی ﷺ کھڑان آیا
فلک ملک نوری جس دے رہن خادم کلمہ آن کے اوہ پڑھان آیا

حوالہ:۔

(۱) حالات و کلام ماخوذ از مجلہ کھوج لاہور شمارہ نمبر ۳۶ صفحہ ۱۴۰ مضمون از احسان اللہ الاطاہر

اختر فتح پوری، علامہ

موجودہ دور میں علامہ اختر فتح پوری عربی زبان کے چند گنے چنے سکالرز میں سے ایک ہیں۔ وہ ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو جناب محمد حسین کے گھر فتح پور (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فتح پور، کھوڑی، جلالپور جٹاں میں حاصل کی۔ جامعہ احمدیہ سے فاضلِ عربی میں پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ادیان کے تقابلی مطالعہ میں بھی پنجاب میں پہلی پوزیشن لی۔ کچھ عرصہ احمدی اور لاہوری جماعت سے بھی منسلک رہے۔ اب عرصہ ہوا انہیں خیرباد کہ چکے ہیں۔

اب تک ۳۵ کتبِ عربی کا اردو ترجمہ کر کے علمی دنیا میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ ان کتب میں تاریخِ مسعودی، تاریخِ ابن خلدون، تاریخِ ابن کثیر، وفیات الاعیان، تاریخ یعقوبی جیسی عظیم کتب شامل ہیں۔ خود بھی ۵ کتب تصنیف کر چکے ہیں۔ کبھی کبھار شعر بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرے بہت سے علوم قرآن، حدیث، فقہ، منطق، تصوف، تاریخ، صرف و نحو، فلسفہ، کلام، ادب کے ساتھ ساتھ علمِ عروض اور علمِ مناظرہ میں بھی ان کا ثانی نہیں۔ آپ کی ایک پنجابی نظم ملاحظہ ہو۔

عقل فکر دی کیہ مجال اوتھے جیہڑا بخشیائے رب مقام تینوں
اوہ جاندا اے صرف شان تیری جس بھیجیائے درود سلام تینوں
اوس جا تے جھات نئیں پا سکدا بھاویں ولیؒ ہووے بھاویں نبیؑ ہووے
سڑن پر جبریلؑ دے اوس تھاویں، جیہڑا بخشیائے رب مقام تینوں
بھٹیا طُور تے موسیٰ نے غش کھادا، کوئی جھال نہ تیری جھلدا اے
سینے چاک کردا پتھراں کالیاں دے، جیہڑا بخشیائے رب کلام تینوں
بلی اَگ وچ حق پکاردے رہے، ہنجوں نال اوہ اگ نوں ٹھار دے رہے
جیہڑے موت توں زندگی وار دے رہے، بخشے رب نے اوہ غلام تینوں
دنیا الجھناں دے وچ پے گئی اے، نہیں چھٹدی جان مصیبتاں توں
کرے دور مصیبتاں ساریاں نوں، جیہڑا بخشیائے رب نظام تینوں
شور مکر دے سپ دا منہ چماں، کراں صلح خونخوار بھگیاڑ دے نال

اوس نال میں صلح نہیں کر سکدا جیہڑا بولدا اے بد کلام تینوں

حوالہ:۔

(۱) حالات اور کلام علّامہ اختر فتح پوری سے براہِ راست حاصل ہوئے۔

اشرف کنجاہی، شیخ

شیخ اشرف کنجاہ میں شیخ فضل الٰہی گگے زئی کے گھر ۲۴ اپریل ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ چھٹی جماعت تک تعلیم پائی۔ پھر درزیوں کا کام سیکھا۔ کچھ عرصہ یہ کام کیا پھر مختلف ذریعہ ھائے معاش کے ذریعے دن گزارتے رہے۔ ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔

کنجاہ کے علمی و ادبی ماحول اور وہاں ہر ہفتے ہونے والے مشاعروں نے شیخ اشرف کو بھی شاعری کی طرف مائل کر دیا اور وہ پہلے ملک عظمت کنجاہی اور پھر پیر فضل گجراتی کے شاگرد بنے اور عمدہ شاعری کرنے لگے۔ شیخ اشرف مجلسی آدمی تھے اور اس دور کے بڑے شاعروں جیسے اقبال، ظفر علیخان اور احمد علی سائیاں سے متاثر تھے۔ شریف کنجاہی، ملک شاہسوار اور میجر شریف (والد شبیر شریف شہیدؒ) ان کے قریبی دوست تھے۔ (۱)

شیخ اشرف کی شاعری میں روایتی مضامین اور انداز کے ساتھ ساتھ نبیؐ آخر الزمان ﷺ کی نعت بھی اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ موجود ہے۔ ایک نعت ملاحظہ ہو۔

پیارے نبی ﷺ تے شبِ معراج ویکھو ہویاں رحمتاں رب غفور دیاں
عاشق دلبر دے شوق وصال اندر، نیڑے رکنیاں سن واٹاں دور دیاں

رُخ روشن دی کیہ میں تعریف آکھاں، جدوں پہنچے سن عرش بریں اتے
حوراں وچ نہ تاب جمال دی رہی رِشماں ویکھو کے نبیؐ دے نور دیاں

نبی ﷺ واپس آئے جد مکان اُتے، اجے کنڈی حجرے دی ہلدی سی
اک پلک وچ فلک دا سیر کیتا، شاناں ایہ جے میرے حضور ﷺ دیاں

سارے پردے حجاب دے دور ہوگئے، مولا نبی ﷺ نوں دِتا دیدار اپنا
بہالیا کول اوس دُرِ یتیم ﷺ تائیں، لن ترانیاں چھڈیاں طُور دیاں

ایدوں ودھ کے سارے جہان اندر، نہیں مثال حلیمی دی لبھ سکدی
اشرف مالک دونوں جہان ہوکے، کردے نہیں سن گلّاں غرور دیاں (۲)

حوالہ:۔

(۱) حالات و کلام:۔ کھوج، شمارہ ۳۵۔ مضمون ڈاکٹر اسلم رانا۔ ص ۲۴۷ تا ۲۵۹

امام الدین، مولوی

مولوی امام الدین کوٹ امیر حسین (نزد جلالپور جٹاں) ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۲۸۰ھ میں معجزۂ غوث الاعظم (پنجابی منظوم) لکھا۔ ۴۷ صفحات کا یہ قلمی نسخہ سید بیگم میموریل لائبریری عالمگڑھ میں موجود ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں نبیؐ اکرم ﷺ کی نعت موجود ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

عشق حقانی تن من فانی جان جگر وچ جالی
پاک محمد ﷺ ظاہر ہویا عشق لگا رب والی
دو جگ روشن نور اوسے دا ہر گھر اندر وسدا
خاطر پاک محمد صاحب ﷺ ظاہر کرکے دسدا
نوروں نور سواریا خالق سرور عالم ﷺ تائیں
چودیں طبقیں لوئیں گلیاں جسدے چاہل چائیں
اول پاک رسولؐ اللہ ﷺ نوں خالق سرجیا آہا
نال اسمان نہ زمیاں دوزخ دینہ چن تابی ناہا
طٰہٰ تے یٰسٓ مُزّمّل اوسے دی خاطر آئے
سرور عالم ﷺ جیو دے درجے اللہ پاک سنائے
حضرت ﷺ نوں معراج مبارک رب سدایا بالے
جو کجھ گنج الٰہی والے، کیتے سب حوالے (۱)

حوالہ:۔

(۱) معجزۂ غوث الاعظم (قلمی) از مولوی امام الدین۔ صفحہ ۲۰۱۔ نسخہ مملوکہ سید بیگم میموریل

لائبریری۔ عالمگڑھ

انجمؔ، سراج الدین

سراج الدین انجمؔ کنجاہ کے اُبھرتے ہوئے نوجوان شاعر ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو کنجاہ میں پیدا ہوئے۔ ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آج کل دکانداری کرتے ہیں۔ منیؔر صابری کنجاہی سے اصلاح لیتے ہیں۔ غزل اور نعت لکھتے ہیں۔ زیادہ تر پنجابی میں اظہار خیال کرتے ہیں۔

پنجابی نعت کا انداز یہ ہے :

تمنّا اے میں سوہنے ﷺ دے در و دیوار وَل ویکھاں
فرشتے جتھے جھکدے نیں میں اُس دربار وَل ویکھاں
اوہ کس دی گود سی یارو تے محوِ خواب سی کیہڑا؟
خیالاں وچ میں ویکھاں ناگ، نالے غار ول ویکھاں
اوہ لوکی مار دے پتّھر تے سوہناؐ مسکرا پیندا!!
اوہناں دی دشمنی ویکھاں ایہناں دے پیار ول ویکھاں
میں گنڈڑی چُک کے اپنے گناہواں دی دنے راتیں
کدے غفّار ول ویکھاں کدے سرکار ﷺ ول ویکھاں (۱)

حوالہ:۔

(۱) انجم کے کوائف اور نمونۂ سُخن براہِ راست ان سے حاصل ہوئے۔

انور مسعُود

اردو، پنجابی اور فارسی کے نامور شاعر جناب انور مسعود مزاح کے میدان میں گجرات کے قابلِ فخر فرزند ہیں۔ محمد انور مسعود گجرات شہر میں ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو جناب محمد عظیم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں پائی جہاں ان کے والد بسلسلۂ کاروبار رہائش پذیر تھے۔ میٹرک، پبلک ہائی سکول گجرات سے۔ اور ایف۔ اے زمیندار کالج گجرات سے، اسی کالج

سے بی اے اول رہ کر پاس کیا۔ ۱۹۶۲ء میں فارسی میں اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے کیا۔ یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ فارسی کے لیکچرر کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور ۳۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی سے ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ انور مسعود کی یہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) میلا اکھیّاں دا (مزاحیہ پنجابی شاعری۔ ۱۹۷۴ء) (۲) قطعہ کلامی (اردو مزاحیہ قطعات ۱۹۸۳ء) (۳) فارسی ادب کے چند گوشے (۱۹۹۳ء) (۴) ہُن کیہ کریئے؟ (پنجابی مزاح ۱۹۹۶ء) (۵) غنچہ پھر لگا کھِلنے (اردو مزاحیہ شاعری ۱۹۹۶ء)۔ پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

تیرے نور خزانے توں ہر عالم چانن منگے
سُورج تیرے مُکھڑے دی رُشنائی کولوں سَنگے
ایہ بے مثل سُلکھنی پونجی ایویں نئیں ہتھ آوندی
تیرا عشق عنایت ہووے بخت جے ہوون چنگے
تیرے توں منہ پھیر کے جے میں ہور کسے وَل جاواں
رستہ میریاں پیراں نوں پیا سَپّاں وانگوں ڈنگے
کدی تے کوئی کرماں والا مَست ہوا دا بُلّھا
تیرے شہروں ہو کے آوے میرے دیسوں لنگھے
اے حاتم دی بیٹی تائیں چادر بخشن والے
اسیں زمانے دے وچ ہوئے ڈاہڈے ننگ مُنگے
ہور وی روگی ہوئیاں اکھیاں نویاں سُرمیاں ہتھوں
تیرے چانن والا دیوا فیر دو آکھا منگے

حوالہ جات:۔

(۱) گجرات دے پنجابی شاعر: مرتبّہ ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ (مسودہ)
(۲) ہُن کیہ کریئے؟ انور مسعود۔ گورا پبلشرز لاہور ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۷

باقر شاہ، پیر سیّد محمد

آپ پیر سیّد خادم حسین کے گھر ۱۹۳۶ء کو بہلپور (نزد جلالپور جٹاں) میں پیدا

ہوئے۔ آپ کے نانا پیر سید محمد شاہ گیلانی روحانی شخصیت اور شاعر تھے۔ آپ نے ان سے متاثر ہو کر شاعری شروع کی۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ اردو فارسی، اور پنجابی میں سُخن گوئی کرتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں ۸ صفحے پر مشتمل نذرانہ عقیدت نامی کتابچہ شائع کیا جس میں نعت، منقبت اور مدحِ پیر بزبانِ اردو پنجابی موجود ہیں۔ ۷۰ صفحات پر مبنی بیاض غیر مطبوعہ ہے۔

نعت کا انداز ملاحظہ ہو۔

محمد ﷺ دی صورت دا دلبر جے لبھے
مَیں پلکاں دے سجدے کراں اوہدے اَگّے

محمد ﷺ دا نقشہ جدھی اکھ تے آیا
اور ہرگز نہیں پھردی سجّے نہ کھبّے

دیدار کر کے صدقے میں جاواں
نہ اکھیاں ای رجن نہ دل میرا رجے

محمد ﷺ دا گھر باہر دربار الٰہی
اوہ جُتیاں ای کھاوے جیہڑا چھڈ بھجے

باقرؔ آکھدا میں محمد ﷺ دا بندہ
محمد ﷺ دے در بن نہ دل میرا لگے

(۱) کوائف ایک ملاقات میں حاصل ہوئے

(۲) نذرانۂ عقیدت از پیر سید محمد باقر شاہ۔ گجرات س ن۔ صفحہ ۴

برقؔ نوشاہی، ابوالکمال

برقؔ نوشاہی مرحوم کا اصل نام غلام رسول تھا۔ چراغ محمد نوشاہی کے ہاں ۶ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کو چک سواری (میرپور، آزاد کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ ۶ برس کی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کرنا شروع کیا اور مولوی غلام حسین کلیانوی سے عربی و فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر دارالعلوم میں اپنے والدِ ماجد سے بیعت ہوئے اور سلوکِ قادریہ نوشاہیہ کی منازل کامیابی سے طے کرتے ہوئے خلافت حاصل کی۔ عالم دین، شاعر، مبلّغ، مناظر، مورّخ، خوش نویس اور صوفی

نیک سیرت! آپ نے چک سواری اور ڈوگہ شریف میں اسلامی مدرسوں کی بنیاد رکھی۔ ڈوگہ شریف نزد دولت نگر (گجرات) میں ہی آپ نے طویل عرصہ قیام کیا یہیں آپ نے ۲، اپریل ۱۹۸۵ء کو وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

برقؔ نوشاہی نے درجنوں کتب تصنیف کیں جو مختلف موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپ نے یوں تو عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں شاعری کی ہے لیکن زیادہ کلام پنجابی میں ہے۔ آپ کی بیشتر شعری کتب میں نعت کے نمونے مل جاتے ہیں تاہم "نعت نوشاہی" خالصتا (فارسی، اردو، پنجابی) نعتوں پر مشتمل ہے۔ منظوم خطوط میں بھی آپ نے مدحِ پیغمبر ﷺ کی سعادت حاصل کی ہے۔ نعتیہ کلام کا نمونہ درج ذیل ہے:

کملی والڑے ماہی دا آسرا ای کائنات سب جِدی غلام وِیرا
اسدے باجھ نہ ملسی شفاعتاں دا ہور کسے تائیں اذنِ عام وِیرا
اوہو مان تران بے چاریاں دا محتاج اوسدے خاص و عام ویرا
کائنات ساری پیش نظر اُس دے دِتّے علم سب رب علّام ویرا
اسدی ذات تھیں کوئی نہ چیز اوہلے، ہویاں نعمتاں اُس تے تمام ویرا
اسدی ہمسری دا جیہڑے کرن دعویٰ اوہ مردود ازلی نافرجام ویرا
سُنے رب کریم ملائکہ سب اُس تے پڑھن درود و سلام ویرا
اسدی بارگاہ وچ لشکر عرشیاں دے رہندے وچ قعود قیام ویرا
اسدے باجھ بغیر حجاب کس نے کیتی رب دے نال کلام ویرا
ختم الرسل احمد مختار مدنی شاہِ انبیاء خیرُ الانام ﷺ ویرا
اس دے تکدیاں تکدیاں بنی دنیا، جنّ ملک انسان تمام ویرا
راز دار رازِ کُن فکاں دا اوہ رتبہ بخشیا رب علّام ویرا

حوالہ:-

(۱) مکتوباتِ برقیہ از برقؔ نوشاہی صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱

بُوٹا گجراتی، میاں محمد

گجرات نے پنجابی زبان کے جو چند عظیم شاعر پیدا کیے ہیں، میاں محمد بُوٹا ان میں سے

ایک ہیں۔ وہ ۱۸۴۳ء میں قریب گجرات شہر کے محلہ کٹڑہ شالبافاں میں پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ کشمیر سے ہجرت کر کے گجرات میں آکر آباد ہوئے تھے۔ میاں محمد بوٹا پہلے شالبافی کا کام کرتے تھے اور اس میں بہت مشاق تھے پھر عطاری کی ہٹی کرنے لگے جو اہلِ ذوق کا مرکز بھی ہوتی تھی۔ میاں محمد بوٹا مقبول شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ معتبر سماجی حیثیت کے مالک بھی تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ ۲۷ برس تک بلا مقابلہ گجرات میونسپل کمیٹی کے ممبر منتخب ہوتے رہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی گجرات میں پہلی شادی جس خاندان میں ہوئی، وہ میاں محمد بوٹا کے ہمسائے بھی تھے اور رشتہ دار بھی۔ اقبال اور کریم بی بی کے نکاح نامہ پر میاں محمد بوٹا کے دستخط بطور گواہ موجود ہیں۔ اس نکاح کے وقت (۴ مئی ۱۸۹۳ء) وہ کمیٹی کے ممبر تھے۔ (تفصیل کے لیے راقم کی تالیف "اقبال اور گجرات" دیکھیے)

میاں محمد بوٹا نے ۱۸۷۰ء کے قریب شاعری شروع کی اور انتقال تک کم و بیش دو درجن کتب شاعری یادگار چھوڑیں جن میں
(۱) پنج گنج (سی حرفیاں) (۲) مجموعہ سی حرفی (۳) سی حرفی در فراق یارِ دلدار (۴) مرزا صاحباں (۵) تمیم انصاری (۶) روڑا جلالی (۷) شیریں فرہاد (۸) چندر بدن (۹) سوہنی مہینوال (۱۰) قصہ سلطان محمود (۱۱) احسن القصص (۱۲) سسی پنوں (۱۳) سلمان و بلقیس (۱۴) سیرِ بہشت (۱۵) جنگ نامہ امامین (۱۶) خطباتِ محمدی (۱۷) باراں ماہ (۱۸) وفات نامہ سرورِ کائنات ﷺ وغیرہ شامل ہیں اور انہی کی بدولت میاں بوٹا آج تک زندۂ جاوید ہے ورنہ ان کی اولاد نہیں تھی۔ بقولِ ذوق۔

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

میاں بوٹا کی تاریخِ رحلت تاحال متنازعہ ہے کہ کتبۂ قبر کے مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۱۹ء ہے لیکن دیگر ذرائع اور قرائن و شواہد ۱۹۲۹ء کے حق میں ہیں۔ ان کی قبر گجرات شہر کے قبرستان بھٹیاں کے جنوب مشرقی کونے میں ہے۔ (۱)

آکھاں صفت سدا سلطان امتؐ جیندے شان قرآن گواہ ہویا
سچا یار حبیب نصیب والا ﷺ مشتاق جس دا پاک اللہ ہویا
سرتاج لولاک لما والا ساری خلق سندا بادشاہ ہویا

مشرق غرب جنوب شمال تیکر روشن دین جیندا مثل ماہ ہویا
آیا جدوں جہان تے نور احمد ﷺ ڈگ لات منات فناہ ہویا
آدم جن سروش طیور وحشی کل تابع زیرِ نگاہ ہویا
رہی آکھ تعریف مخلوق ساری اوڑک سب دا عقل فناہ ہویا
اندر صفت رسول ﷺ شرمندگی تھیں میری قلم دا منہ سیاہ ہویا
کرسی حشر شفاعتوں پاس مولا اساں عاصیاں دا خیر خواہ ہویا
محمد بوٹیا فکر کیہ امتاں نوں نبی ﷺ جنہاں دا پشت پناہ ہویا (۲)

بعد ثنا سپاس الٰہی آکھاں نعت پیغمبرؐ
خاطر خاص خداوند جس دی کیتے ایڈ اڈنبر
جیکر رب نہ پیدا کردا پاک محمد ﷺ تائیں
تاں پھر رونق عرش فرش دی ظاہر کردا نائیں
جس دن نور نبی ﷺ دا روشن کیتا سرجن ہارے
نہ تد عرش نہ فرش زمیں سی نہ چن سورج تارے
نہ تد حواؑ آدمؑ آیا نہ تد حور فرشتے
ایہ سب برکت پاک نبی ﷺ دی سارے ساج سرشتے
اپنے نوروں نور نبی ﷺ دا کیتا پاک الٰہی
پردہ میم مقرر کیتا نقطہ گھت سیاہی (۳)

حوالہ جات:-
(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات صفحہ ۲۰۳
(۲) مرزا صاحباں از میاں بوٹا گجراتی۔ آزاد بک ڈپو امرتسر س ن۔ صفحہ ۳
(۳) قصہ تمیم انصاری از میاں محمد بوٹا۔ شوکت بک ڈپو گجرات۔ س ن۔ صفحہ ۴

پیر محمد

"چھٹیاں دی وار" جیسی اہم منظوم تاریخی کتاب کے شاعر، گجرات کے ایک گاؤں "نوناں والی" کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے سکھ سردار میاں سنگھ اور غلام محمد چٹھہ کے درمیان ہونے والی جنگ کی منظر کشی کی ہے اور اسے اپنا چشم دید واقعہ قرار دیا ہے۔ میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ، پیر محمد کے متعلق لکھتے ہیں:

دوجا پیر محمد رہندا موضع نوناں والی
چھٹیاں دی اس وار بنائی، مہریں بھریولیس تھالی

اس وار کو سب سے پہلے قاضی فضل حق نے ۱۹۲۵ء میں مرتب کر کے چھاپا۔ دوسری دفعہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر نے ۱۹۶۲ء میں اسے چھپوایا۔

آغاز میں نعتِ رسول ﷺ کے اشعار موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں (۱)

رب سرجیا نبی کریم ﷺ نوں دے تاج شہاناں
سبھے یار رسول ﷺ دے سبھ سر سلطاناں
اول یار صدیقؓ ہے باصدق تواناں
پایا فرق فاروقؓ نے وچ مسلماناں
دتا رب عثمانؓ نوں سب مال خزاناں
علیؓ سی شیر خدائے دا، واہ شیر جواناں
تے مارے گھیر او کافراں نت رکھ نشاناں
گئے جہانوں سفر کر ویکھ راہ حقاناں
دنیا جھوٹھو جھوٹھ ہے سب کوڑ بہاناں
تے پڑھیا لفظ ایہ موت دا اساں وچ قرآناں

حوالہ:

(۱) حالات کلام از چھٹیاں دی وار از پیر محمد۔ لاہور ۱۹۸۷ء صفحہ ۲

پیر محمد نوشاہی ہاشمی

آپ حضرت نوشہ گنج بخش کی اولاد میں سے بڑے اعلیٰ پائے کے بزرگ اور شاعر تھے۔

آپ ۱۲۸۲ء میں پیر فضل عالم کے گھر رنمل شریف (پھالیہ۔ گجرات) میں پیدا ہوئے۔ آپ جیّد عالمِ دین، خوش نویس اور قادرُ الکلام شاعر تھے۔ آپ نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ حضرت نوشہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے جانب مشرق اپنے باغ میں قیام پذیر رہتے تھے۔ ۱۳۰۷ھ میں رحلت فرمائی اور رنمل شریف میں دفن ہوئے۔

اگرچہ آپ نے صرف ۲۵ برس عمر پائی مگر زُہد و ریاضت میں بلند مقام حاصل کیا۔ بچپن سے ادب کی طرف رُجحان تھا۔ مشائخ عظام سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ پنجابی نعت کا نمونہ یہ ہے:

اوہ سوار بُراقے والا ﷺ مالک لوح قلم دا
جسدے نال رکاباں پھڑ کے جبرائیلؑ پلم دا
اوہ مقبول جناب الٰہی آپ اللہ وڈیایا
طٰہٰ تے یٰسٓ مُزّمّل وچ قرآن سنایا
نور اَحَد تھیں احمد ﷺ آیا فرق نہیں وچ کوئی
عاشق رب معشوق محمد ﷺ دُور دُوئی جد ہوئی
نبیاں دا سرتاج بنایا دل دا یار کہایا
جو کچھ بھیت پوشیدہ آہا سب دا سیر کرایا
دین دُنی دا لاڑا جس دن جا جناب ڈُھکا
عاجز ہو جبریلؑ بے چارہ پچھاں رہیا مَر مُکا

حوالہ جات:۔

(۱، ۲) حالات و کلام از مختصر تذکرہ نوشاہی شعراء از برق نوشاہی۔ صفحہ ۱۲۵، ۱۴۰

حامد الوارثی

پنجابی اور اردو کے شاعر، عاشقِ رسول ﷺ، جیّد عالمِ دین اور نامور تاریخ گو جناب حامد الوارثی جلالپور جٹاں کے قریب ایک قصبہ حاجیوالہ (ضلع گجرات) میں پیدا ہوئے۔ حضرت سیماب اکبر آبادی سے شرفِ تلمذ پایا۔ مطبوعہ تصانیف میں (۱) نورِ ہدایت (۲) میلادِ حامد (۳) جمالِ مصطفیٰ ﷺ (۴) نغمۂ نور شامل ہیں۔ سب میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ

میں ڈوبی نعت روح کی تالیف کرتی نظر آتی ہے۔ آپ نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا اور فیصل آباد میں (جہاں عمر عزیز کا بیشتر حصہ گزارا) مدفون ہوئے۔ نعتیہ کلام کا انداز یہ ہے۔

فَجَاءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجاً مُنِيرًا
وَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

اوہ نبیاں دا سر تاج، امّت دا والی
ہے شان اوس دی سارے جگ توں نرالی
اوہ کامل تے اکمل، اوہ افضل تے عالی
اوہدے در توں آوے ناں خالی سوالی
جو منگنا ای اس در توں منگ لے فقیرا
فَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

اوہ راہِ ہدایت دکھاون نوں آیا
اوہ ستے نصیبے جگاون نوں آیا
اوہ ڈبدے سفینے تراون نوں آیا
اوہ ظلمت کفر دی مٹاون نوں آیا
خدا اوہنوں آکھے سراجاً منیرا
فَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

محمد ﷺ دے خادم نوں کوئی نہ ڈر اے
تے ہرگز ناں دوزخ دا خوف و خطر اے
محمد ﷺ دا دربار بخشش دا گھر اے
محمد ﷺ دا روضہ عنایت دا در اے
سدا بخششاں اوس گھر دا وتیرہ
فَصَلُّوا عَلَيْهِ كَثِيرًا كَثِيرًا

حوالہ:-

(۱) میلادِ حامد از حامد الوارثی۔ لائل پور، ۱۹۶۷ء صفحہ ۸

حسین، مولوی محمد حسین

مولوی محمد حسین کوٹ امیر حسین (گجرات) کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام علم دین تھا۔ بعد میں گجرات شہر چلے آئے جہاں قصے کہانیوں کی کتابیں بیچتے تھے۔ پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آواز اچھی تھی اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ ۱۹۰۰ء کے قریب کوٹ امیر حسین میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۵ء کے قریب گجرات میں وفات پائی۔

آپ کی چند مطبوعہ کُتب منظوم پنجابی یہ ہیں۔ (۱) ڈھول باتشاہ۔ گجرات ۱۹۳۶ء (۲) اناراں شہزادی (۳) لیلیٰ مجنوں (۴) آخرت دیاں نشانیاں (۵) شاہ منصور (۶) مجموعہ محمد حسین (۷) عورتاں دے مکر (۸) عاشقانہ ماہیا تے بالو (۹) پکار زینب (۱۰) معجزہ شقّ القمر (۱۱) جنگ نامہ امام حسینؓ (۱۲) بہارِ فردوس (پنجابی نعت)

دیگر کتب میں بھی اردو پنجابی نعتیں شامل ہیں۔ پنجابی نعت کا نمونہ یہ ہے:-

نوری ناری اتے ہور خاکیاں تھیں اُچی شان اُس عالی جناب ﷺ دی اے
مُنکر ہویا جو پاک رسول ﷺ دا اے سختی اوس لئی سخت عذاب دی اے
مُکھ پھیریا جس رسول ﷺ ولوں کتے ڈھوئی نہ اوس کذّاب دی اے
مئے ناب حب احمدیؐ جس پیتی غمی اوہنوں کیہ روز حساب دی اے
جیہڑا تابعدار محمدی ﷺ اے رہی حد نہ اوہدے ثواب دی اے
سرور ﷺ عرشِ عظیم تے گئے جدوں رہی وِتھ نہ ذرا حجاب دی اے
خاص قابَ قوسَین اَو اَدنیٰ میل ملنی باری جناب دی اے
چمک حسن محبوبِ خدا ﷺ دی جھلک کیہ ماہ و آفتاب دی اے
جلوہ نور محمدیؐ جدوں ڈٹھا رہی مُوسیٰؑ نوں ہوش نہ تاب دی اے
بعد رب دے کون ہے شان والا وڈی شان رسالت مآب ﷺ دی اے
اطاعت نبی ﷺ ہے خاص اطاعت ربی، آیت خاص قرآن کتاب دی اے
جیہڑا چڑھے جہاز محمدی ﷺ تے کنجی پا لئے جنّتی باب دی اے
شان نبی ﷺ اندر چند شعر لکھے خدمت تمام احباب دی اے
کملی والے توں جائے حسینؔ صدقے، لکھے صفت کیہ رُخ مہتاب دی اے (۱)

حوالہ:۔

(۱) مجموعہ حسینؔ از مولوی محمد حسین حسینؔ: حمید بکڈپو لاہور ۱۳۲۸۰ھ / ص ۱۴

حشمتؔ شاہ وارثی، اُستاد

شہرہ آفاق اُستاد امام دین کے واحد شاگرد استاد حشمتؔ شاہ وارثی امرتسر سے ہجرت کر کے گجرات میں آباد ہوئے تھے۔ والد کا نام حیات شاہ تھا۔ استاد حشمت تمبل بازار گجرات میں قصے بیچتے تھے اور مشاعروں میں شرکت کرتے تھے۔ زندگی بھر شادی نہیں کی۔ ۱۹۷۰ء میں لاہور چلے گئے۔ ۱۹۷۵ء میں واپس آئے اور پھر قصے بیچنے لگے۔

آخری عمر کسمپرسی میں گزری۔ کالرہ کلاں کے "موتی دے پٹرول پمپ" پر مالک نے انہیں رہنے کے لیئے ایک کمرہ دے رکھا تھا۔ اسی میں ۱۹۸۱ء میں وفات پائی۔ (۱)

استاد حشمتؔ نے دیگر قصوں (شمع پروانہ، بلبل تے پھُل، مرزا صاحباں، لیلیٰ مجنوں، محمد بن قاسم وغیرہ) کے ساتھ ساتھ نعتیہ کلام بھی خلوص کے ساتھ لکھا۔ "گلزارِ مدینہ" ان کے اردو پنجابی نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اسی سے ایک نعت ملاحظہ ہو۔

صبح دِیئے وائے جا کے آکھیں سرکار ﷺ نوں
سَد لئو مدینے آقا ﷺ اِس غمخوار نوں
سوہنے سوہنے تیرے شہر جاندے پئے نیں قافلے
دُکھ سُکھ جاندیاں سناندے پئے نیں قافلے
ترسے پیا خادم تیرا تیرے ہی دیدار نوں
صبح دیئے وائے جا کے آکھیں سرکار ﷺ نوں

آکھیں نال پیار جا کے رب دے حبیب ﷺ نوں
سد لئو مدینے کدے ایس بے نصیب نوں
دشمن جہان سارا لے کے بیٹھا پیار نوں
صبح دیئے وائے جا کے آکھیں سرکار ﷺ نوں

غماں دے پہاڑ آ کے سر اُتے ڈھٹھے نیں

سُکھ ہن میریاں نصیباں وچوں نٹھے نیں
ہجر نے ستایا مینوں دَسّیں دلدار نوں
صبح دِیئے وائے جا کے آکھیں سرکار ﷺ نوں (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) معلومات فراہم کردہ جناب رحمت اللہ شنزادؔ۔ گجرات

(۲) گلزارِ مدینہ از استاد حشمتؔ شاہ۔ کتب خانہ وارثیہ۔ کالرہ راہ والا گجرات۔ سن ن۔ ص ۱۳

خاکیؔ، اللہ دِتّا

آپ کے والد کا نام مستری غلام محمد تھا۔ آپ اگست ۱۹۲۲ء میں گجرات میں پیدا ہُوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور حقّہ سازی کے پیشہ میں زندگی گزاری۔ خاکسار تحریک میں سرگرم رہے اور اپنے محلّہ کے سالار رہے۔ ۱۹۴۰ء میں شاعری شروع کی اور پیر فضل گجراتی سے اصلاح لیتے رہے۔ چو مصرعہ اور غزل پسندیدہ اصنافِ سخن تھیں۔ پنجابی کی اصل روح کے ساتھ شاعری کرتے تھے۔ ان کی بیاض ان کے صاحبزادے رحمت اللہ شنزادؔ کے پاس محفوظ ہے جسے وہ "ہنجواں دی لو" کے عنوان سے چھپوانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

خاکیؔ صاحب نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو محلّہ بخشو پورہ گجرات میں وفات پائی اور قبرستان تریہنگ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آپ نے اپنی عاقبت سنوارنے کے لیئے چو مصرعے اور غزل کی ہیئت میں نعتیہ اشعار لکھے۔ نمونہ یہ ہے۔ (۱)

کملی والے نوں خیر الوریٰ ﷺ آکھاں دارالشفا آستانیاں نوں
جتھوں نورؔ علیٰ نور نظر آوے شمع رسالت دیاں پروانیاں نوں
بھک جا مُورکھا در حبیب ﷺ اُتے نئیں تاں پچھوں تائیں گا وقت وہانیاں نوں
بحر عمیق وچ خاکی پئے کھان غوطے کرو پار حضرت درد رنجانیاں نوں (۲)

آئی رات معراج دی واہ سُبحان اللہ کیوں نہ منہ تھیں صَلِّ عَلیٰ نکلے
حق نے خود کہیا سُنے نعلین آ جا جدوں عرش تے جا مصطفیٰ ﷺ نکلے

ملک فلک تے کیوں نہ شاد ہوون پردہ اٹھیا نورِ خدا نکلے
خاکی لواں چُم خاک قدماں دی ماہی جے دیس پنجاب آ نکلے(۳)

حوالہ جات:۔

(۱) یہ معلومات خاکی مرحوم کے صاحبزادے جناب رحمت اللہ شہزاد نے فراہم کیں۔

(۲) قلمی بیاض اللہ دتہ خاکی مملوکہ رحمت اللہ شہزاد صفحہ ۳۳

(۳) ایضاً" صفحہ ۳۲

خالق یار

درویش صفت شاعر خالق یار کا اصل نام محمد منیر ہے۔ ۱۰ مئی ۱۹۵۹ء کو پیراں دتہ کے گھر بھاگوال کلاں میں پیدا ہوئے۔ بی اے۔ بی ایڈ تک تعلیم پائی اور ذہین طلبہ میں شمار ہوتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں شاعری کی ابتدا کی۔ اپنے علاقے کے عوامی اور مقبول شاعر قصور مند سے متاثر ہیں۔ انہیں سے اصلاح لیتے رہے۔ ۳۵ برس کی عمر میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ ہائی سکول لکھنوال (گجرات) میں سائنس ٹیچر ہیں۔ نہایت مخلص اور اچھے انسان ہیں۔

خالق یار صرف پنجابی زبان میں شاعری کرتے ہیں۔ اب تک کم و بیش دو درجن چھوٹے بڑے قصے لکھ چکے ہیں۔ "کلامِ خالق یار" کے نام سے ۳ قسطوں میں منتخب کلام چھپوا کر دوست احباب میں تقسیم کر چکے ہیں۔ آپ کے کلام میں معرفت اور تصوف کا رنگ نمایاں ہے۔ مدحِ رسول ﷺ کے بارے میں بہت جذباتی ہیں۔ آپ کے کلام میں نعت کے بند کثرت سے ملتے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔(۱)

صدقے جاں میں عرب دی خاک اتوں، جتھے شاہِ لولاک لما آئے
بھاگ لگ گئے جگ تے ساریاں نوں، ساری دنیا دے راہنما آئے
راہ حق دا دسن لئی غافلاں نوں، رحمت بن کے عرب دے شاہ آئے
خالق یار اوئے روئے زمین اتے، مصطفیٰ آئے تے نورِ خدا آئے(۲)

صدقے میرے محبوب دی شان ایسی، قسماں آپ خدا خود کھائے پیا
ویکھو کھول قرآن دلیل پکی، کول عرشاں اُتے بلائے پیا
والشمس والقمر واللیل زلفاں، یٰسین آمین فرمائے پیا
خالق یار بٹھا کے سامنے اوہ دید کرے تے دید کرائے پیا(۳)

حوالہ جات:۔

(۱) یہ معلومات خالق یار صاحب سے حاصل ہوئیں۔

(۲) کلامِ خالق یار (مطبوعہ) س ن۔ ص ۹

(۳) ایضاً" صفحہ ۸

خدا بخش فرخپوری، حافظ

حافظ خدا بخش، قادر آباد کے نزدیک ایک قصبے فرخپور کے رہنے والے تھے۔ جو آج سے ایک صدی قبل ایک علمی و ادبی مرکز تھا۔ حافظ صاحب پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ خوبصورت نعت لکھتے تھے۔ ان کی ۲۰ کتابیں شائع ہوئیں۔ (۱) پانی (۲) اطلاعِ حافظ (۳) التماسِ حافظ (۴) بارہ ماہ زلیخا (۵) اوصافِ سعدیہ (۶) دعاءِ حافظ (۷) سی حرفیاں (۸) عرسِ نوری (۹) فغانِ حافظ (۱۰) مناجاتِ حافظ (۱۱) مبارک باد رمضان (۱۲) نغمۂ حافظ (۱۳) غزل جمعہ (۱۴) گلزارِ شریعت (۱۵) خارش نامہ۔

آپ کی نعت کی کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) جھوک رسولی (۸ صفحات) عشقِ محمدی ﷺ و تاہنگ مدینہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء (۸ صفحات)۔ ۱۳۱۷ ہجری میں آپ نے مولوی دل پذیر کے نام ایک خط میں یہ نعتیہ اشعار لکھے تھے:

بڑی نعمت نبی ﷺ دی ذات عالی
جو کُل امت دا ہے سردار والی

محمد ﷺ مصطفیٰ رب دا پیارا
اوسے دی خاطرے سارا پسارا

وسایا ابر اس تے رب فضل دا

وحی دے ہتھ سدا پیغام گھلدا
اوہدے جمنوں اندھیرا دُور ہویا
کفر تے جہل دا گھر چُور ہویا
شفیع اوہ حشر دے دن عاصیاں دا
گنہگاراں تے مجرم بے کساں دا
محمد احمد و محمود سرور ﷺ
اسم محبوب دے اللہُ اکبر
سخن مشہور وچ شانِ محمد ﷺ
خدا خود ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ
بھلا جس دی ثنا خود حق چتارے
نہیں طاقت کسے ہوری وچارے (۱)

حوالہ:- (۱) مکتوباتِ دلپذیر۔ صفحہ ۶۲-۶۱

خلیل آزاد گجراتی، محمد

پنجابی کے خوبصورت لہجے کے شاعر محمد خلیل آزاد گجراتی ۲۰ فروری ۱۹۲۴ء کو گجرات میں منشی محمد طیبؔ خان کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ء سے شاعری کی ابتدا کی۔ عاصی رضوی سے اصلاح لیتے رہے۔ ۱۹۶۵ء میں جنگی نظموں پر مشتمل آٹھ کتابچے شائع ہوئے۔ بسلسلہ روزگار کراچی میں مقیم ہیں۔ غزل، نظم، گیت سبھی کچھ لکھتے ہیں۔ بچوں کے لیے بھی نظمیں تحریر کرتے ہیں۔ آپ کا کلام ماہنامہ "لہراں" لاہور میں بھی باقاعدگی سے چھپتا رہتا ہے۔ (۱)

نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

لکھاں چن چڑھن بھاویں عید والے، ساڈے چن دے ہَین آثار وکھرے
بے شک اوسدی شکل کمان ورگی، ابرو ایس دے نیں خمار وکھرے

اوہدے مکھڑے تے بھاویں لالیاں نیں، پر ایہدے گلابی رُخسار وکھرے
رونق اوس نوں تاریاں ہے بخشی، ایہدے دندان دے ہَین چمکا رو وکھرے
بے شک چودھویں نوں اوہ مست ہووے، ایہدے نیناں نوں چڑھے خمار وکھرے
اوہدا داغ کوہجا، ایہدا تِل سوہنا، ایہدے ہونٹ پتلے، گل انار وکھرے
رشماں اوس دیاں بھاویں لمیاں نیں، لٹے وال ایہدے چمکدار وکھرے
کوئی ویکھے اوہنوں، کوئی نہ ویکھے، ایہدی دید دے ہَین طلب گار وکھرے
اوہدے جان دا غم نہیں کسے تائیں، ایہدے ہجردے ہین بیمار وکھرے
جنہوں دے کے جھلک ایہ چھپ جاوے، لگ جاندے نیں اوہنوں آزار وکھرے
اک درد اَولڑا سَہ جاندے دل وچ ایہدے غم خوار وکھرے
ایہدے ملدیاں کائنات ملدی، ہوندی عید وکھری تے دیدار وکھرے
گھڑی وصل دی جدوں نصیب ہووے، کھڑ جاندے نیں دل دے گلزار وکھرے
ایس باغ دے میوے آزادؔ شیریں، ایہدے گُل وکھرے، ایہدے خار وکھرے (۲)

حوالہ جات

۱۔ گجرات دے پنجابی شاعر از ڈاکٹر منیر احمد سلیچ (مسودہ)
۲۔ سراج اسلامی جنتری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴

خموش چیچیانوی، مظفر علی

پنجابی زبان کے دل و جان سے عاشق، اُبھرتے ہوئے شاعر، محقق اور نقاد جناب خموش چیچیانوی کا اصل نام مظفر علی ہے۔ ۴ ستمبر ۱۹۵۷ء کو جناب محمد عالم کے گھر چیچیاں شمس (گجرات) میں آنکھ کھولی۔ میٹرک۔ پی ٹی سی۔ فاضل پنجابی تک تعلیمی مراحل طے کیے۔ آج کل ایک پرائمری سکول میں قوم کے نونہالوں کی تربیت کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔
۱۹۷۵ء میں شعروسخن کی دنیا میں وارد ہوئے اور شاکر چیچیانوی سے اصلاح لینا شروع

کی۔ پھر سائیں رحمت نور پوری سے باقاعدہ تلمّذ اختیار کیا۔ ان کی وفات کے بعد منیر صابری کنجاہی اور ساقی گجراتی سے اصلاح لیتے ہیں۔ پنجابی زبان پر مضبوط گرفت کے مالک ہیں۔ غزل نظم چو مصرعہ سبھی لکھتے ہیں۔ تین کتابیں اشاعت کی منتظر ہیں۔ "پاک ادب قبیلہ" کے بانی جنرل سیکرٹری ہیں۔ نہایت مخلص اور ادب دوست شخصیت ہیں۔

نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

پھلاں دی رُت پھیرا پایا تیرے صدقے
باغ حیاتی دا مُسکایا تیرے صدقے
ملکاں دا مسجود اکھوایا تیرے صدقے
خاکی نے ایہ رتبہ پایا تیرے صدقے

نوری ناری گھٹ تے نئیں سن میرے آقا ﷺ
آدم نوں رب نیب بنایا تیرے صدقے
ازلوں ظلمت دے وچ ٹھیڈے کھاندے راہیاں
منزل والا رستہ پایا تیرے صدقے

دکھ دوپہراں دے وچ سڑدے انساناں تے
سکھ دے بدلاں کیتا سایہ تیرے صدقے
عقل شعوروں خالی، مہر خلوصوں وانجے
ذہناں تائیں رب رُشنایا تیرے صدقے (۱)

حوالہ (۱) حالات و کلام فراہم کردہ جناب خموش چھچھانوی۔

دائم اقبال دائم

دائم اقبال دائم گجرات کے مقبول ترین شعرا میں سے ہیں۔ دائم پنجابی ادب کی کلاسیکی روایت کے گجرات میں آخری نمائندہ تھے۔ دائم پنجابی زبان میں تصوّف اور معرفت کے

ترجمان تھے۔ انہوں نے مقبول داستانوں کا سہارا لے کر تصوّف، انسان دوستی، اسلام کی سربلندی اور عشقِ حبیبِ خدا ﷺ کا جو درس دیا، اس کی وجہ سے ان کا نام ہمیشہ عزت و محبّت سے لیا جاتا رہے گا۔

دائم اپریل ۱۹۰۹ء میں واسو، (پھالیہ، گجرات) میں میاں غلام محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم کے بعد کچھ عرصہ اپنے والد کے ساتھ مزدوری کرتے رہے۔ چوتھی جماعت سے شعر کہنا شروع کیا اور وصال تک ۱۳۰ پنجابی منظوم کتب لکھ کر گجرات میں سب سے زیادہ پنجابی منظوم کُتُب کے خالق ٹھہرے۔ وہ بابا اللہ میاں قلندر کے مرید صادق تھے۔ ایک مدت سلوک کی مشکل راہوں کے مسافر رہے اور سوز و گداز اور تاثیر میں کمال حاصل کیا۔ ان کے کلام میں سلاست، بلاغت، روانی، سوز و مستی، قلندرانہ جذب اور عارفانہ رمز و نیاز بدرجۂ اتم موجود ہے۔ دائم کے کلام میں عوام کا دل دھڑکتا ہے۔ اور وہ ایک عظیم عوامی شاعر بھی ہیں۔
بقول پروفیسر سیف الرحمن سیفی

اوہ بے زبان خلق دے منہ دی زبان سی
شہراں تو دور دور دے پنڈاں دی جان سی
وشکار بہ کے اوہنے سنایاں کہانیاں
اوہ آپ اپنے وقت دی اک داستان سی

دائم نے تقریباً ساٹھ برس شاعری کی اور پنجابی زبان کو انمول جواہرات عنایت کیے۔ ان کی مقبول ترین کتب میں "شاہنامۂ کربلا"۔ "کمبل پوش" "پنج گنج" (سی حرفیاں) "آئینۂ معرفت" "سوہنی مہینوال" وغیرہ شامل ہیں۔ دائم کی شاعری کے نمایاں ترین پہلوؤں میں عشقِ رسول ﷺ ہے۔ ان کی تمام کتب میں بالعموم اور "آئینۂ معرفت" "سوہنی سرکار ﷺ" "کمبل پوش" میں بالخصوص مدحِ رسول ﷺ میں بے مثل عقیدت اور فنی کمال نظر آتا ہے۔

دائم نے ۱۳، اکتوبر ۱۹۸۴ کو خالق حقیقی کے حضور حاضری دی اور واسو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ پنجابی کے علاوہ دائم نے اردو اور فارسی میں شاعری کی۔ جس میں اقبالؒ کا رنگ نظر آتا ہے پنجابی نعت کا نمونہ پڑھیئے۔ (۱)

قول ناطق قرآن شریف سارا نعت شریف حضور ﷺ دی اے

کون یدِ بیضا کون دمِ عیسیٰؑ کیہ مثال اتھے کوہِ طور دی اے
نال ذات دے ذات دن رات ہووے ساری ذات ہم ذات پُر نور دی اے
سُبحَانَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ ایہ تے رمز اک موج سرور دی اے
نیناں ساریاں حُسن سنگاریاں تھیں شان وکھری فیض گنجور دی اے
ہے تے فرش پر عرش تھیں بہت نازک ادب گاہ محبوب غفورؐ دی اے
بایزیدؒ جنیدؒ گُم گشت اتھے پئی اڈدی خاک منصور دی اے
لقب رحمتہؐ للعالمین پایا گویا اوٹ ہر دُکھی مجبور دی اے
بے مثال دا بے مثال دلبر، نوری شمع ہر شب دیجور دی اے
الف میم اندر میم الف اندر وچ میم دائم رمز اک دور دی اے

فخر انبیا دا سر تاج احمد ﷺ شاہنشاہ جہان دا پیر آیا
ھادی بندیاں دا شافع گندیاں دا، بے آسیاں دا دستگیر آیا
مُرشد کاملاں دا کامل عاملاں دا گویا آپ سمیع بصیر آیا
پیر فرشیاں دا ناز عرشیاں دا شمس نوریاں دا تنویر آیا
طٰہٰ دے غمزے لیسؔ دیاں رمزاں روشن رُخ سراج منیر آیا
اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَکَ سینہ صاف طیب تطہیر آیا (۳)

حوالہ جات:۔

(۱) حالات مختلف ذرائع سے جمع ہوئے۔ (۲) شاہ نامۂ کربلا۔ عمر بک سنٹر لاہور س ن صفحہ ۹
(۳) سوہنی دائم۔ شیخ محمد سعید تاجر کتب لاہور، س ن صفحہ ۶

رحمتؔ، سائیں رحمت اللہ

سائیں رحمتؔ ایک درویش منش پنجابی شاعر تھے۔ پیر فضلؔ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے شاگرد اور گجرات کی شاعرانہ روایت کے امین تھے۔ محلہ نور پور (گجرات شہر) میں رہتے تھے اس لیے رحمتؔ نور پوری بھی کہلاتے تھے۔

سائیں رحمت ۱۹۰۸ء میں مینڈھر (پونچھ، آزاد کشمیر) میں تحصیلدار کرم الٰہی کے گھر پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب مغلیہ خاندان سے ملتا ہے۔ منشی کرم الٰہی ریٹائرمنٹ کے بعد گجرات منتقل ہو گئے تھے۔ جب رحمت اللہ دو برس کے ہُوئے تو والد صاحب فوت ہو گئے۔ آپ کے دادا منشی نظام دین ایک علمی شخصیت تھے اور ان کے پاس آنے والے لوگوں کی اکثریت بھی علمی و ادبی ذوق رکھتی تھی۔ چنانچہ اس ماحول میں پرورش پانے والے رحمت اللہ بھی شعرو ادب کی طرف راغب ہو گئے اور ۱۹۲۴ء میں پیر فضلؒ کے شاگرد بن گئے۔ سائیں رحمتؔ نے مڈل تک تعلیم پائی اور کچھ عرصہ زمیندار کالج کی لیبارٹری میں بھی کام کیا۔ آپ نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو وفات پائی۔

سائیں رحمتؔ نے صرف پنجابی زبان میں شعر کہے اور خوبصورت کلام یادگار چھوڑا۔ چند کتابچوں کے علاوہ باقی کلام تشنۂ طباعت ہے۔ آپ کو سرورِ دو عالم ﷺ سے گہری عقیدت تھی۔ جس کا ثبوت ان کی عشقِ مصطفےٰ ﷺ میں ڈوبی ہوئی نعت ہے۔ سائیں رحمتؔ نے اپنے کتبہ قبر کے لیے جو اشعار کہے تھے، ان میں بھی اسی جذبہ کی عکاسی ہے۔ (۱)

مدح خواں تیرے حبیب ﷺ دا سی شاہدوں اپنی وی غرض جتا دینا
تینوں تیرے حبیب ﷺ دا واسطہ ای ایس رحمت تے رحمت کما دینا

سائیں رحمتؔ کے نعتیہ کلام کا نمونہ درج ذیل ہے:

میں کیہ شانِ شاہِ خیرُ الانام ﷺ لکھاں
بالائے رُتبا گو اوہدا مقام لکھاں
دن پر رات گر بیان مدام لکھاں
لکھ نئیں سکدا گو عمر تمام لکھاں
اوہدی شان وچ کیہڑا کلام لکھاں

اوہنوں میں شاہِ خیرالوریٰ ﷺ لکھاں
یا شہنشاہِ دوسرا ﷺ لکھاں
ہے تحقیق محبوبِ خدا ﷺ لکھاں
مدح کیہ اوہدی میں غلام لکھاں
اوہدی شان وچ کیہڑا کلام لکھاں

اوہنوں، مجسّم خُلقِ عظیم لکھاں
کہ میں آپ نوں نورِ قدیم لکھاں
حق اے کیوں نہ احمد کریم ﷺ لکھاں
رُسل انبیاواںؑ دا امام لکھاں
اوہدی شان وچ کیہڑا کلام لکھاں
خادم اوس دا روح الامینؑ لکھاں
شان طٰہٰ، مزمّل، یٰسٓ لکھاں
رحمت، رحمتؐ للعالمین ﷺ لکھاں
واجب اے جدوی حضور ﷺ دا نام لکھاں
اوہدی شان وچ کیہڑا کلام لکھاں (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات مرتبہ ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ۔ گجرات ۹۶ء صفحہ ۷۲

(۲) غیر مطبوعہ کلام فراہم کردہ جناب خموش چیچیانوی

رحمت اللہ شہزاد

پنجابی زبان کے معتبر شاعر اللہ دتہ خاکی کے اِس فرزندِ ارجمند نے ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء کو گجرات میں جنم لیا۔ پرائمری تک تعلیم پائی مگر اپنی ذہانت اور لگن سے خاطر خواہ علم حاصل کیا ہے۔ ادبی ذوق ورثہ میں پایا۔ حکیم محمد نوازش صابرؔ گجراتی سے تلمذ اختیار کیا اور ۱۹۹۲ء میں پہلا پنجابی مجموعۂ کلام بعنوان "سانجھے اتھرو" شائع کیا۔ ۱۹۹۶ء میں بچوں کے لیے قائدِ اعظمؒ پر "ساڈے باباجی" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ کئی اور کتابیں بھی مرتب کیں۔ (۱)

انسان دوست اور مخلص آدمی ہیں۔ تحقیق کے سلسلے میں ان کے ذاتی ذخیرۂ نادر کتب سے راقم نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ نعت کا نمونہ یہ ہے۔

دو جگ توں پیارا اے دربار محمد ﷺ دا
ہر روگ دا چارہ اے دربار محمد ﷺ دا

ایہ میریاں اکھیاں وی دیدار دیاں طالب
جنّت دا نظارہ اے دربار محمد ﷺ دا
جتھے قسمت ہندی اے اتے رحمت وسدی اے
اوہ پاک دوارا اے دربار محمد ﷺ دا
شہزادؔ اڈیکاں وچ دن گن گن لنگھدے نیں
کد ہوندا اشارہ اے، دربار محمد ﷺ دا (۲)

حوالہ:۔

(۱) کوائف براہِ راست حاصل کیے۔ (۲) سانجھے اتھرو از رحمت اللہ شہزادؔ۔ گجرات ۱۹۹۲ء صفحہ ۶۰

رشید ہاشمی کنجاہی، حاجی

رشیدؔ ہاشمی کنجاہ کے اہم شاعر ہیں۔ چھ جون ۱۹۵۵ء کو کنجاہ میں ولی محمد ہاشمی کے گھر پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ آج کل الیکٹریشن اور سینٹری فٹر کی حیثیت سے معاشرے کی خدمت کرتے ہیں۔ مظہرؔ صابری کنجاہی سے اصلاح لیتے ہیں۔ پنجابی میں سخن گوئی کو ترجیح دیتے ہیں۔

کنجاہ کی ادبی محافل میں فعّال کردار ادا کرتے ہیں۔ نعت دونوں زبانوں میں کہتے ہیں۔ نمونۂ کلام یہ ہے:

او جنّت دا والی زمیں دا مکین اے
او عرشِ بریں دا وی مسند نشین اے
جہدی دید دا ربِ اکبر اے مشتاق
میرا کملی والا ﷺ تے ایسا حسین اے
بچھونا جہدا ٹاٹ دسدے نیں لوکیں

اوہدے در دا خادم تے روح الامین ﷺ اے
رسولاں دے وچ انج اے عرشاں دا راہی
جیویں تاریاں وچ تے مہ مبین اے
جتھے وسدیاں رحمتاں دن تے راتیں
مدینے دی او ہاشمیؐ سرزمین اے (۱)

حوالہ:۔
(۱) ہاشمی صاحب کے مختصر کوائف اور نمونۂ کلام براہِ راست اُن سے حاصل ہُوا۔

روشن دین، میاں

رسولِ پاک ﷺ سے بے پناہ محبّت رکھنے والے نیک سیرت بُزرگ میاں روشن دین کڑیانوالہ کے قریبی گاؤں دھمتھل کی جامع مسجد کے پیش امام ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں اسی گاؤں میں میاں صدر الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں اپنی مادری زبان میں شاعری کا آغاز کیا۔ اب تک آٹھ آٹھ صفحات پر مبنی درج ذیل کتب چھپوا چکے ہیں:
(۱) باراں ماہ پردیسی (دنیا کی بے ثباتی پر) (۲) تاکید مجاہداں (۱۹۶۵ء کی جنگ پر) (۳) قصہ نوری عاشق (۴) نعتیں (پنجابی زبان میں نعتیں اور مناجات) (۱) آپ کی نعت عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جذبے کی خوبصورت عکاسی ہے۔
نمونہ یہ ہے۔

گئیاں رُل میں گلیاں دے ککھ وانگوں قسمت اپنی نوں میں آزما ڈٹھا
دے کے درد وچھوڑے دا داغ دل نوں ماہی دُکھ نہ پچھاں پرتا ڈٹھا
کارن دید دیدار دی نین روندے جوسی وچ قسمت جھولی پا ڈٹھا
روشن دین مدینے دا چن ماہی کئیاں آ ملیا کئیاں جا ڈٹھا (۲)
پھراں کملی میں حالوں بے حال ہو کے خط لکھنی آں تیرے نام آقا ﷺ
کن دھر کے سنیں توں عرض میری بولی ادب تھیں بول کلام آقا ﷺ

تیرے درس دیدار تھیں پیاس بجھدی لواں سمجھ میں کوثر دا جام آقا ﷺ
روشن دینؐ دے دل دا چین توں ایں میرا ورد ایہو صبح شام آقا (۳)

حوالہ جات:۔
(۱) حالات میاں روشن دین نے خود بتائے۔ (۲) نعتیں از میاں روشن دین آف دھمتھل۔ س ن۔ صفحہ ۸ (۳) ایضاً صفحہ ۸

ساقی گجراتی

ساقی گجراتی اردو اور پنجابی نعت کے حوالے سے بلاشُبہ گجرات کا سب سے معتبر نام ہے۔ اُستادانہ فنّی پختگی رکھنے والے، علمِ عروض کے ماہر اور اُردو پنجابی کے صاحبِ کتاب شاعر ساقی گجراتی کا اصل نام مختار احمد اور والد کا نام میاں امان اللہ ہے۔ ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو دیونہ منڈی کے قریب ایک گاؤں ماجرا میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اردو، ایم اے پنجابی، بی ایڈ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۷ء سے شعبۂ تدریس سے وابستہ ہیں اور لاہور میں پڑھاتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء سے شاعری کرتے ہیں۔ علّامہ ذوقی مظفر نگری سے شعروسخن کے رموز سیکھے۔ آپ کی مطبوعہ کُتُب میں (۱) رکن رمن رکن رمن سوچاں ۱۹۹۳ء (پنجابی غزلیں) (۲) زادِ عقبیٰ (اردو نعت) ۱۹۸۷ء (۳) خیر البشر ﷺ دیاں گلّاں (پنجابی نعت) ۱۹۹۵ء شامل ہیں۔ ۱۸۔ جولائی ۱۹۹۷ء کو "قومی سیرت کانفرنس" میں "خیر البشر ﷺ دیاں گلّاں" پر صدارتی ایوارڈ ملا۔
اردو اور پنجابی مجموعہ ہائے نعت میں غزلیہ ہیئت میں صرف نعتیں ہیں (اکثر ایسی کتب میں مناقب، مدحِ پیر وغیرہ بھی شامل کردی جاتی ہیں) یہ اعزاز رکھنے والے وہ گجرات کے واحد شاعر ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

گلّاں چھڈّو جی دُنیا سفّاک دیاں
آوو نعتاں پڑھیئے مُرسل پاک ﷺ دیاں
جاری رہسی آقا ﷺ دا ذکر اوہدوں وی
حداں جد مک جان گیاں ادراک دیاں
مل جاوے جے درد نبی ﷺ دی الفت دا

لوڑاں رین نہ فیر کسے تریاک دیاں
ہر سُرمے تو ودھ بخشے نور اکھیاں نوں
ایہ صفتاں نیں آپ ﷺ دے در دی خاک دیاں
چھوہ کے پیر اک اُچیاں شاناں والے ﷺ دے
شاناں اُچیاں ہو گیاں افلاک دیاں
سد کے روضے نے ساقیؔ نوں شاد کرو
آقا ایہو عرضاں نیں غمناک دیاں (۱)

حوالہ:

(۱) حالات و کلام از "خیرالبشرؐ دیاں گلاں" ۔ لاہور ۱۹۹۵ء صفحہ ۸۵۔

سراَج قادری بادشاہ پوری

سراَج قادری بادشاہ پور (ملک وال) گجرات کے رہنے والے ہیں۔ پنجابی اور اردو کے عمدہ شاعر ہیں۔ اب تک ان کی ۳۰ سے زائد کتب شاعری شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

مرزا صاحباں کے آٹھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں (۲) گلشن قادری (۳) شکوہ دلپذیر (۴) پنج گنج قادری (۵) توبہ رسولی (۶) بہارِ خلد (۷) مقام حسینؓ (۸) نورِ ایمان (۹) سراج الہدایت (۱۰) خزینۂ رحمت (۱۱) کشکولِ قادری (۱۲) دل دریا (۱۳) بلالؓ نامہ (۱۴) نور قرآن (۱۵) باراں ماہ (۱۶) سوہنی مہینوال (۱۷) گلدستۂ نعت (۱۸) موج کوثر نمونہ نعت یہ ہے۔ (۱)

دو جگ وچ جگمگ جگمگ نیں مدنی سرکار ﷺ تیرے جلوے
فرشاں تے تیریاں دُھماں نیں عرشاں تھیں پار تیرے جلوے
کعبہ بھی مُڑے سورج بھی مُڑے چن ٹکڑے ہو کے فیر جُڑے
احمد مختار ﷺ خدائی دے ہر وقت تیار تیرے جلوے

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ سبحان اللہ!
واللہ اللہ دے جلوے نیں اللہ دے یار ﷺ تیرے جلوے

ایہ سُورج چن ظہُور تیرا ساریاں تاریاں وچ نور تیرا
گلشن وچ گلاں پھلاں وچ اے ابرِ بہار تیرے جلوے

معراج مکرّم تاج تیرا دراصل ہے راج دو عالم دا
لیا زمن و زماں لپیٹ شہاؐ اندر پلکار تیرے جلوے

حُوراں ڈِٹھے ملکاں ڈِٹھے جنّاں ڈِٹھے انساناں ڈِٹھے
فرشوں لے کے عرشاں تیکر اے شاہ اسوارؐ تیرے جلوے

جس دل وچ حبُ نہ تیری اے اوہ دل نہیں رات اَنھیری اے
اے نورِ خدا تنویرِ الہدیٰ نورالابصار تیرے جلوے

اے وارثِ باغِ کُن فیکونؐ اللہ دے خزانے ونڈنائیں توں
مُشتاق سراَجِ قادری نوں دم دم درکار تیرے جلوے (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) "گجرات دے پنجابی شاعر" مرتبہ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ (مسودہ)
(۲) خزینۂ رحمت از سراَج قادری: نیرنگِ خیال، راولپنڈی ۱۹۹۰ء۔ صفحہ ۳۷

سردار بخش، میاں

میاں سردار بخش ریٹرکہ زیریں نزد میانہ گوندل تحصیل پھالیہ کے رہنے والے تھے۔ آج سے تقریباً ۸۰ برس پہلے مولوی محمد دلپذیر بھیروی کے نام ایک خط کے آغاز میں میاں سردار بخش نے حمدِ ربِّ جلیل کے بعد نعت کے درج ذیل اشعار لکھے تھے۔ ان کے بارے میں مزید معلومات ابھی تک معلوم نہیں ہو سکیں۔

اول حمد خداوند نوں جس باپ نہ مائی زن ہے
اوہ واحد لاشریک الٰہی سچا ایسو سخن ہے

کُل پیدائش وچوں اوسنوں پیارا نبی سجن ﷺ ہے
جدی خاطر ہفت فلک سبھ قائم زمیں زمن ہے

جسنوں اوہوں اتر فلک تھیں سیس جھکایا چن ہے
یار اصحاباںؓ اسدے در تھیں پایا بہت یُمن ہے

رُتبہ جاندا رب عالم شان کیتا روشن ہے
اس تے کہاں درود ہمیشہ جد تک جان بدن ہے (۱)

حوالہ:-

(۱) مکتوباتِ دلپذیر- صفحہ ۶۵-

شاکرؔ چیچیانوی

شاکرؔ چیچیانوی پنجابی زبان سے والہانہ محبّت کرنیوالے شاعر ہیں۔ ان کی زندگی میں جو چیز نمایاں نظر آتی ہے وہ پنجابی زبان کے ساتھ گہری وابستگی ہے۔ ان کا اصل نام محمد صادق ہے۔ ۲۸ مئی ۱۹۴۸ء کو چیچیاں شمس (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ مڈل گورنمنٹ مڈل سکول چیچیاں سے اور میٹرک، ایف اے آرمڈ بورڈ اور ادیب عالم، فاضل پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیے۔ پاک آرمی میں طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں اور صوبیدار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

پنجابی کے قادر الکلام اور اُستادانہ مہارت رکھنے والے شاعر ہیں۔ غزل، نعت اور چومصرعہ پسندیدہ اصناف ہیں۔ مسدّس میں سسّی کا معاشقہ، چھوٹی بحر میں "ہیر" اور "دامن" غزلوں کا مجموعہ، یہ سب تشنۂ اشاعت ہیں۔ چند نعتوں کا مجموعہ میلادُالنبی ﷺ کے نام سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ گہری عقیدت کیساتھ نعت لکھتے ہیں۔ ایک نعت کے چند اشعار اور ایک چومصرعہ ملاحظہ ہو۔(۱)

تیرے روضے دی آقا ﷺ دہلیز اتے رہے سر بجود جبین میری

یٰسؔ آمین امنگ ایہی، ہے رحمتؐ للعالمینؐ میری

تیرے باہجھ، وچھوڑے دے قفس اندر پھڑکاں پیا میں مُرغ اسیر وانگوں
مینوں سَد لے اپنے کول صاحبا تیریاں جوڑیاں وچ تسکین میری

مُلاّں ٹھپ چھڈ پنڈ نصیحتاں نوں مینوں ہور طہور نہ دَس پیا
درِ مصطفیٰ ﷺ تے کرن دے سجدہ اگے حرص نہ ٹپک جبیں میری (۲)

بڑے ادب اُچیچ دے نال عرضاں دعاواں وچ لپیٹ پہنچائیں وی
میری واری وی آوے جے جاں واری اتھرو خون دے تے رونا پیاں میں وی

پلّے زر نئیں بڑا ہاں کمزور شاکرؔ، رکھدا دل وچ خواہش تے ہاں میں وی
نبی پاک ﷺ دے روضے تے اک واری رب دَئے توفیق تے جاں میں وی (۳)

حوالہ جات:

(۱) حالات شاکرؔ صاحب نے لکھ دیے- (۲) میلادُالنبی از شاکر چیچیانوی- کراچی ۱۹۷۷ء صفحہ ۲
(۳) چومصرعہ شاکرؔ صاحب نے لکھ کر دیا-

شرافت، شریف احمد

مولانا شریف احمد شرافت نوشاہی ماضیٔ قریب کے بہت بڑے محقّق اور علمی و ادبی شخصیت تھے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ کو تحصیل پھالیہ کے گاؤں ساہن پال، میں مولانا غلام مصطفیٰ نوشاہی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی اولاد میں سے تھے۔

آپ نے تمام عمر علم کی جستجو میں گزاری۔ تحقیق و ترتیب آپ کا مَن پسند مشغلہ تھا۔ شرافت صاحب کی کئی حصّوں اور تین جلدوں پر مشتمل کتاب "شریفُ التواریخ" آپ کا عظیم علمی و تحقیقی اور تاریخی کارنامہ ہے۔ اس کتاب میں نوشاہی طبقات کی مفصّل تاریخ پیش کی گئی ہے جو ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے علاوہ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوّف، عملیات، مناظرہ، تذکرہ، تاریخ، ادب، تنقید، طب وغیرہ پر خود ایک سو سے زائد کتب

تصنیف کیں اور درجنوں قدیم کتب کو ترتیب کا جامہ پہنایا۔ بے شمار قدیم کتب اپنے ہاتھوں نقل کر کے محفوظ کیں۔(۱)

اس عظیم محقق نے اپنی اردو، پنجابی، فارسی، شاعری بھی یادگار چھوڑی ہے۔ "تاریخ گوئی" میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے ۴ جولائی 1983 کو وفات پائی۔ اور ساہن پال میں دفن ہوئے۔

پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

وِدھ حسابوں نعت مبارک سرور عالم ﷺ نامی
در جس دے تے ملک مقرب دعویٰ کرن غلامی

فیض کنوں دل تازہ ہووے نام اوہدا جد پڑھیئے
لکھ صلوٰۃ سلاماں اس پُرتن اصحاباں کریئے (۲)

حوالہ جات:

(۱) کھوج، لاہور شمارہ ۱۳۔ صفحہ ۵۰ تا ۷۵۔ (۲) کھوج، لاہور شمارہ ۱۳۔ صفحہ ۴۷

شریف کنجاہی

پنجابی کے حوالے سے گجرات کا ایک بہت بڑا نام۔ جناب شریف کنجاہی ۱۹۱۴ء میں کنجاہ میں جناب غلام محی الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کنجاہ، جلالپور جٹاں اور گجرات میں پائی۔ سکول میں تدریسی خدمات سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ایم اے فارسی اور ایم اے اردو کرنے کے بعد مختلف کالجز میں پڑھاتے رہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی کے استاد رہے۔

شریف کنجاہی شاعر، ادیب، محقق، مترجم اور دانشور کی حیثیت سے ایک مسلّمہ مقام کے مالک ہیں۔ اقبالیات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور اقبال کی کئی کتب کا پنجابی ترجمہ کر چکے ہیں۔ ان کی پنجابی، اردو اور فارسی شاعری کے الگ الگ مجموعہ ہائے کلام بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی اب تک دو درجن سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

(۱) جھاتیاں (۱۹۶۰ء) (۲) جگراتے (۱۹۶۵ء) (۳) مختصر پنجابی نعت (۱۹۸۱ء) (۴) پنجابی ترجمہ جاوید نامہ (۱۹۷۷ء) (۵) پنجابی ترجمہ خطباتِ اقبال (۱۹۷۷ء) (۶) پنجابی ترجمہ علم الاقتصاد (۷) حیات و تعلیمات شاہدولہ دریائی (۸) ستارہ سحری (۱۹۲۰) (۹) نبی پاک ﷺ دے خطبے (پنجابی روپ) (۱۰) سورج، سوچ اور سائے (۱۱) اوڑک ہندی لو (۱۲) ہیر وارث شاہ (نثری اردو ترجمہ) (۱۳) کہے فرید (ترجمہ) (۱۴) پنجورہ (پنجابی ترجمہ) (۱۵) قرآن پاک کا پنجابی ترجمہ

(۱۶) Punjab-Scandenivean Language Contact وغیرہ۔(۱)

آپ کبھی ترقی پسندوں میں نمایاں تھے مگر اب عاقبت سنوارنے میں لگے ہیں۔ قرآن کا ترجمہ آپ کا ہمیشہ زندہ رہنے والا کام ہے۔ چند نعتیں لکھی ہیں۔ ایک ملاحظہ ہو جو عام ڈگر سے ہٹ کر ہے۔

گل کرن دی جاچ نہ مینوں
نعت بھلا کیہ لکھاں
چوداں سو وَرھیاں توں لوکی
جس دیاں صفتاں لکھدے آئے
میں دوہرا کے اونہاں وچوں کیہڑی کیہڑی لکھاں
کیہ لکھاں واللّیل نیں زلفاں تے والشمس اے مکھڑا
موہڈے اُتے بجی ہوئی کالی کملی لکھاں
میں نند راول
اس قائم فی اللّیل دیاں گلّاں کیہ لکھاں
میرے مُنہ گل نہ ڈھکے
اس تے سیر مزاجی کتے
میری قلم دیہاڑی دارا اے
ذہن پلیج (Pledge) ہویا اے میرا
اُس اظہار نہ منڈی سٹیا
دل دی گل نہ گہنے پائی
ساک قبیلے وارے
مکّہ چھڈیا

چھڈے اس دے رگلے سکّے
اُس دیاں نعتاں میں کیہ لکھاں
ایہ وی اک ہنڈائی گل اے
جے میں اُسنوں عالم واتے
رب دی رحمت لکھاں
میرے اپنے تے احسان جو اس دا لاہ نہ سکّاں
جے کر اُس دا نام نہ ہوندا حصّہ میرے نال دا
اج میں خورے کیہڑی تھاویں دھکّے کھاندا ہوندا
کس متریٔی تائیں سکی کہندا ہویا دل پر چاندا ہوندا
رکنا ایہ احسان اے اُس دا میرے سر دے اُتے
میں جو اپنی مٹّی نالوں رشتہ توڑ نہ سکّاں
میں جے ساری عمروی اُس دیاں نعتاں لکھاں
کیتی موڑ نہ سکاں (۲)

حوالہ جات:

(ا) حالات۔ "لہراں"۔ لاہور کے شریف نمبر (دسمبر ۱۹۹۴ء) سے حاصل ہُوئے۔
(۲) نعتیہ نظم۔ ماہنامہ لکھاری لاہور فروری ۱۹۹۷ء سے حاصل ہُوئی

صابر، شیخ محمد نوازش

گجرات کے نامور پنجابی شاعر حکیم محمد نوازش صابر ۱۹۲۱ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ عنوانِ شباب میں چو مصرعے سے مشقِ سخن کا آغاز کیا۔ بعد میں غزل، نظم، مسدّس، گیت، ترانہ، قومی نظمیں سبھی میں طبع آزمائی کی۔ آپ شہنشاہِ پنجابی غزل پیر فضل گجراتی کے شاگرد ہیں۔ کچھ عرصہ سائیں رحمت اللہ رحمت نور پوری سے بھی اصلاح لیتے رہے۔ آپ کی دو کتابیں "جھناں دی کندھی" (غزلیں، نظمیں چو مصرعے) اور "ویلے دی آواز" (قومی نظمیں) ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئیں۔ (ا)
پنجابی نعت، غزل اور چو مصرعے کی ہیئت میں لکھتے ہیں۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجئے:

ایہ میریاں خطاواں نیں حدّوں زیادہ، میں حدّوں زیادہ کرم منگدا ہاں
میرے نال دا کوئی بھیڑا نہیں جے، نبی جی ﷺ حشر دا بھرم منگدا ہاں

میں ایتھے وی تیرا تے اوتھے وی تیرا ثنا خوان ہوواں مدح خوان ہوواں
میں وچ دو جہاناں دے تیرا وسیلہ شہنشاہِ عرب و عجم ﷺ منگدا ہاں

میری آرزو اے میرا دم مسافر جے ہووے تے ہووے مدینے دے نیڑے
تیری جُوہ دے وچ خاک اُڈ جائے میری نہ دولت نہ جاہ و حشم منگدا ہاں

میں بے درد دنیا دے بے درد لوکاں نوں دنیا دے درداں دا دارُو بناواں
جو چارہ بنے بے کساں ماڑیاں دا میں ایہو جیہا درد و غم منگدا ہاں

میں صابر پیا نعت خوان محمد ﷺ میں نعت محمد ﷺ سنگارن دی خاطر
جے حوراں دی زلفاں، توں لاں روشنائی تے طوبیٰ دی شاخوں قلم منگدا ہاں (۲)

حوالہ جات:

(ا) جھناں دی کندھی از نوازش صابر۔ گجرات ۱۹۸۱ صفحہ ۸۔ (۲) محولہ بالا صفحہ ۱۷۔

ظفر، ڈاکٹر عبدالمجید

ڈاکٹر عبدالمجید گجرات کے مشہور معالجِ امراضِ چشم اور سخنور ہیں۔ جناب امیر حسین کے ہاں ۲۵ نومبر ۱۹۳۴ء ٹکرالی میں پیدا ہوئے۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد امراضِ چشم کے شعبہ میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۶۴ء میں اپنے آبائی قصبہ ٹکرالی میں عوام کی خدمت کے لیئے "امیر حسین ہسپتال" قائم کیا۔ پھر گجرات شہر میں بھی کلینک کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۰ء سے شاعری کی ابتدا کی اور دو مجموعہ ہائے کلام (ا) لبِ زخم (اردو پنجابی شاعری ۱۹۹۱ء) (۲) بولدی چُپ (پنجابی کلام ۱۹۹۲ء)
پیش کر چکے ہیں۔ نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

بھیج احمد ﷺ نوں رب نے کرم کیتا، بناں رمز نہ اوہدی کوئی بات ہوندی

سوہنہ رب دی عرش نہ فرش ہوندا کوئی بندہ نہ بندے دی ذات ہوندی
نہ ایہ چن سورج دا پھیر ہوندا نہ ایہ دن تے نہ ایہ رات ہوندی
ظفرؔ کوئی جناور نہ رُکھ ہوندا پیدا جے نہ احمد ﷺ دی ذات ہوندی

اوہدی شان دا کیہ حساب بننا، اللہ پاک دا خاص انعام اُس تے
رب آپ تے کُل ملائکہ وی گھلدے رہن درود سلام اس تے
جن بشر نہ ہور مخلوق وچوں کوئی پہنچیا کدی مقام اس تے
نبی پاک ﷺ نے اوہنوں بخیل کہیا جیہڑا گھلے نہ ظفرؔ سلام اس تے (۲)

حوالہ جات:

(۱) گجرات دے پنجابی شاعر۔ (مسودہ) (۲) لبِ زخم از ڈاکٹر عبدالمجید ظفرؔ۔ گجرات ۱۹۹۱ء، صفحہ ۸۵

ظہورؔ شاہ قادری، پیر

پیر ظہورؔ شاہ قادری جلالپور جٹاں کے رہنے والے تھے۔ آپ روحانی شخصیت اور نعت کے اچھے شاعر تھے۔ آپ نے نعتیہ کلام پر مبنی کتب (۱) ظہورِ صداقت: ۱۹۴۷ء (۲) چرخہ ظہوری: ۱۹۳۶ء (۳) ظہورِ ہدایت: ۱۹۲۴ء یادگار چھوڑیں جن میں حبِ رسول ﷺ کا جذبہ قابلِ صد ستائش ہے۔ آپ خوش بیان واعظ اور زبردست مناظر بھی تھے۔ آپ نے ۱۹۵۴ء میں جہلم میں وفات پائی اور وہیں پیوندِ خاک ہوئے۔ سنِ پیدائش ۱۳۰۰ھ ہے
نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

ہادی دو جہان دا ﷺ وسدا شہر مدینے وچ
گھر ہے جس محبوب ﷺ دا ہر مُسلم دے سینے وچ
کیوڑے عطر پھُلیل دی ہور گلاب رویل دی
خوشبو سب سے موجود ہے اس دے پاک پسینے وچ
مال اپنا قربان کر، صدقے اپنی جان کر

باجھوں عشق رسولؐ دے لطف نہیں جینے وچ
مکّی مدنی عربی سائیاںؐ کر جھولی میں در تے آئیاں
پاویں خیر یا حضرت مینوں کیہ پرواہ خزینے وچ

جے خواہش جنت جاون دی، دیدار خدا دا پاون دی
لکھ لے نام محمد ﷺ والا دل دے خاص نگینے وچ (۲)

حوالہ جات:

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات: مرتبہ ڈاکٹر منیر احمد سلیچ۔ ۱۹۹۶ء۔ صفحہ ۲۹۸

(۲) ظہورِ ہدایت: جہانگیر بکڈپو لاہور، س ن، صفحہ ۱۸

عارف، حکیم عبداللطیف

تحریک آزادی کے سرگرم کارکن، شعلہ بیان مقرر، شاعر اور طبیب حکیم محمد عبداللطیف عارف ۱۸۹۶ء میں ٹھٹہ متصل گھڑتل ضلع سیالکوٹ میں شیر محمد المعروف بہ میاں بلھے شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔ منشی فاضل کے بعد آپ نے حکیم محمد سعید روڈس سے علمِ طب میں عبور حاصل کیا اور تین برس مختلف مدارس میں معلم رہے۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سُن کر ملازمت کو خیرباد کہا اور تحریکِ خلافت کے دور میں ایک شعلہ بیان مقرر کے روپ میں مشہور ہوئے۔ اسی تحریک میں میانوالی جیل میں بھی رہے جہاں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی کفایت اللہ، احمد سعید دہلوی، آصف علی دہلوی، جیسے راہنماؤں کی صحبت میں رہ کر حکیم صاحب نے بہت کچھ سیکھا۔ اسی قید میں آپ نے منظوم سیرتِ نبوی ﷺ "کملی والا ﷺ" لکھی جو چھپ کر بہت مقبول ہوئی۔

قید سے رہائی کے بعد آپ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مشورے پر مستقلاً گجرات منتقل ہو گئے اور یہاں مطب قائم کیا جس کے ذریعے دُکھی انسانیت کی خدمت کرتے رہے۔ "انجمن اصلاح المسلمین" کے معتمد کے طور پر آپ نے تبلیغ و اصلاح کا کام بخوبی سرانجام دیا۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے ہفت روزہ "القصاص" اور بعد میں ہفت روزہ "ترجمان" اور ماہنامہ "سنیاسی" بھی جاری کیے۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے "دارالمبلغین گجرات" اور بعد میں "مدرستہ

نعت کملی والا" کی بنیاد رکھی۔

۱۹۳۱ء میں آپ نے تحریکِ کشمیر میں نمایاں کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں آپ کو حق کہنے سے نہ روک سکیں۔ آپ پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مگر آپ نے اس خداداد صلاحیت کو عشقیہ قصہ گوئی کے بجائے اشاعتِ دین، اسوۂ رسول ﷺ کی ترویج اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے صَرف کیا۔ "کملی والا" منظوم سیرتِ نبوی ﷺ آپ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ "مسدسِ حالی" کا منظوم پنجابی ترجمہ "تصویرِ امت" کے نام سے کیا۔ "خاتونِ جنتؓ دا ویاہ" "شانِ ابوبکرؓ" "شانِ عمرؓ" اور "شانِ بتولؓ" آپ کی دیگر منظوم پنجابی کتب ہیں (۱) نمونۂ نعت ملاحظہ ہو۔

اول اللہ تے پھیر ذیشان توں ہیں تیرے بعد ہر اک نیویں شان والا
ملک آکھدے نیں خیر البشرؐ تینوں بشر کہن افلاک تے جان والا

تیرے باہجھ انھیرا سی وچ دنیا توں ہیں جگ تے چاننا لان والا
اکھیں ویکھیا توں تیتھیں اساں سنیا اسی پڑھن والے توں پڑھان والا

بنال ہم تیرے کلمہ نہیں کامل تو ہیں کلمے نوں کامل بنان والا
صدقے ماں پیو مال، غم امتاں دا ودھ ماپیاں تھیں تو ہیں کھان والا

تخفے رات معراج دی ملے تینوں فیض بار سی عرش رحمان والا
ناں بھی نہیں بھُلّی گنہگار امت اسی بھلیے توں نہیں بھلان والا

نوں ایمان بن کے جے نہ رچیں لوں لوں بندہ کس طرح بنے ایمان والا
نور علم بن کے جے توں آوندوں نہ قصہ ختم سی علم عرفان والا

تیرا شجرہ طاہر طیب مطمئن سی ساری عمر نہ رج کے کھان والا
ساہنوں لبنا اپنا فکر شاہا ﷺ تینوں فکر سب نوع انسان والا

تیرا کم سی فرش دے بھُلیاں نوں عرش پاک دے حکم سنان والا
توں طبعتاں ساڈیاں جاندا سَیں روز حشر ہوسَیں بخشوان والا

شاہنشاہ تیرے قدم بوس آقا ﷺ تو گدا تائیں شاہ بناں والا
سایہ کمبل مزمّل دا لوڑ دا اے عارف رحمتاں دے گیت گان والا (۲)

حوالہ جات:

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات: صفحہ ۱۲۵

(۲) شانِ حضور ﷺ منظوم پنجابی سیرت کملی والا۔ لاہور، ۱۳۹۸ھ، صفحہ ۲۶۳

عارف، ڈاکٹر محمد ابراہیم

ڈاکٹر ابراہیم عارف ۱۹۲۸ کو تکواڑہ (وزیر آباد) میں مولوی سردار محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۰ برس کی عمر میں حضرت مہر علیشاہؒ کی نظرِ عنایت سے روحانی بالیدگی پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے پائی۔ انٹرنیشنل کالج کراچی سے ہومیو پیتھک ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں چھمب میں ایمرجنسی میڈیکل افسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ پھر سردار خاں ٹرسٹ ہسپتال گجرات میں ۱۹۶۸ تک کام کرتے رہے۔ اور مستقلاً گجرات میں ہی رہائش پذیر ہو گئے۔ نہایت متقی و صالح بزرگ ہیں۔ ایک سی حرفی "معرفت دیاں گلاں" شائع ہو چکی ہے۔ (۱) نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

جس دل نہ دتا اوہنوں کیہ ساراں، جانے اوہ جس اکھیاں لائیاں نیں
جس سر دتا اوس سر پایا، اکھیں اکھیاں دے نال ملائیاں نیں

ایہ عشق دی رسم قدیم دی اے، شرط حضرت عشق عمیم دی اے
جھکی صورت الف اگے میم دی اے، پہلے جاچاں جھک میم سکھائیاں نیں

جنہاں الف اگے سیس جھکائے نیں اوہناں دید ماہی دے پائے نیں
ساقی جام توحید پلائے نیں پچھو پی جنہاں مستیاں پائیاں نیں

جنہاں پیتا سمجھن اوہو ساراں نوں، آقا ﷺ جام دتے چوہاں یاراںؓ نوں
جنہاں پا لیا قول اقراراں نوں لا کے یاریاں توڑ چڑھائیاں نیں

ڈاکٹر عارفا واقف رب حالاں دا سنن والا ہر وقت سوالاں دا اے
صدقہ تشنہ لب سخی دیاں بالاں دا دیوے بخش جو بُھل خطائیاں نیں (۲)

حوالہ جات

(۱) یہ معلومات ڈاکٹر صاحب نے لکھ کر عنایت کیں۔
(۲) سی حرفی "معرفت دیاں گلاں" از ڈاکٹر محمد ابراہیم عارف گجرات س ن۔ صفحہ ۲۸

عارف' پیر معروف حسین

آپ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء کو پیر چراغ محمد شاہ کے ہاں چک سواری ضلع میرپور آزاد کشمیر میں پیدا ہُوئے۔ ابوالکمال برق نوشاہی (ڈوگہ شریف۔ گجرات) کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں میٹرک کیا۔ مختلف مدارس اور اساتذہ سے تعلیمی فیض پایا اور علمِ دین میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔ ۱۹۶۳ء میں بریڈ فورڈ انگلینڈ میں جمعیت تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھی۔ اسی طرح کچھ اور تبلیغی ادارے قائم کرکے یورپ میں تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

پنجابی زبان کے اعلیٰ پائے کے شاعر ہیں۔ ایک درجن کے قریب کتب تصنیف کرچکے ہیں۔ جن میں "مجموعہ پنجابی کلام" زارستانِ نوشاہی' "اسرارِ نوشاہی" "فریادِ نوشاہی" سی حرفی نوشاہی' وغیرہ شامل ہیں۔ (۱)

پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو

یا رحمت للعالمین مہراں ہون بدکار گناہی اتے
الغیاث اغثنی باذن اللہ اترے نفس شیطان تباہی اتے
توں مختار کونین دے وچ شاہا! ہوون کرم گدا درگاہی اتے
گیا پکڑیا حشر دے روز جیکر' عارف چھٹنا تیری صفائی اتے (۲)

وائے جانئیے عرب دے دیس ولے' میرے ہدیے' صلوٰۃ سلام لے جا
لاویں دیر نہ جھب پہنچا دیویں' تیز تیز توں تیز خرام لے جا
دُکھی حال تمام سنا دیویں' آہ زاریاں' شور کہرام لے جا
کریں "نہ" نہ رب دا واسطہ ای' خستہ عارف دا پیغام لے جا (۳)

حوالہ جات:

(۱) نوشاہی شعرا مرتبہ ابوالکمال برق نوشاہی۔ صفحہ ۴۴۴
(۲) زارستانِ نوشاہی از پیر معروف حسین عارف۔ جہلم ۱۹۹۰ء' صفحہ ۲۱
(۳) اسرارِ نوشاہی از پیر معروف حسین عارف۔ میرپور آزاد کشمیر ۱۹۸۹۔ صفحہ ۱۹

عبدالکریم قریشی قلعداری' مولوی

آپ ۱۸۶۹ء میں قلعدار کے دینی گھرانے میں مولوی فضل احمد کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم درس محمدیہ قلعدار میں حاصل کی۔ پھر مولوی سید احمد ناظم اور مولوی حکیم اللہ مجھیانوی سے اکتسابِ علم کیا۔ جدید تعلیم کیلئے اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۸۹۵ء سے ۱۸۹۷ء تک مولوی عالم' مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تدریس کا پیشہ اپنایا اور طویل عرصہ تک گورنمنٹ ہائی سکول جہلم میں (اور کچھ عرصہ پنڈ داون خاں میں بھی) عربی کے معلّم رہے۔ ۱۹۳۱ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے خود کو تصنیف و تالیف اور فی سبیل اللہ درس و تدریس کیلئے وقف کردیا۔ آپ سیّد غلام حیدر شاہ جلالپوری کے مرید خاص تھے۔ آپ نے ۱۹ ستمبر ۱۹۵۷ء کو وفات پائی اور قلعدار میں دفن ہوئے۔

مولوی عبدالکریم ایک جیّد عالمِ دین' نامور استاد اور شاعر تھے۔ آپ کی دیگر کتب کے علاوہ "رَوح العباد فی ذکرِ المیلاد" یہاں خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو مبارک کمپنی عادل گڑھ (گوجرانوالہ) کی طرف سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی ولادت و بعثت اور مدح کا خوبصورت شعری مُرقّع ہے۔ (۱)

پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

ہویا پھر نور تھیں اک نور پیدا
ہوئی جس دی ایہ سب مخلوق شیدا
احمد مصطفیٰ خیرُ الوریٰ ﷺ ہے

محمد مجتبیٰ بدر الدجیٰ ﷺ ہے

چترِ لولاک دا سر تے سہاوے
معلیٰ شان انت اندر نہ آوے
ایہو لولاک دا مطلب عیاں ہے
کہ خاطر اوسدی سارا جہاں ہے

ہے مزمل تے مدثر اہدی شان
ثنا خواں ہے اوہدا آپ رحمان

تے یٰسٓ ہور طٰہٰ وی اوہدے نام
کماون خلق سی بنت اوسدا کام

جو ہے اسلام دا جگ تے کھلارا
ایہ اُسدے خلق تھیں ہویا ہے سارا

تریئی سال دی ہے ایہ کمائی
جو دنیاوی اتھی ساری گواہی

کہ اللہ سچ اُتے برحق محمد ﷺ
کہ دین اسلام ہی سچّا ہے سرمد

جدی تعریف کردا خود خدا ہے
اوتھے انسان دی طاقت ای کیا ہے (۲)

حوالہ جات:

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات۔ صفحہ ۱۴۴

(۲) روح العبادفی ذکرا المیلاد از مولوی عبدالکریم قریشی: گوجرانوالہ ۱۹۲۹ صفحہ ۳

عشرت نورانی

آپ کا اصل نام چودھری نور محمد تھا۔ والد کا نام چودھری حیات محمد تھا۔ آبائی گاؤں چھالے شریف (گجرات) تھا۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو لائل پور (اب فیصل آباد) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں شعر کہنا شروع کیا۔ میٹرک تک تعلیم پائی۔ طبابت کرتے تھے۔ اور باھووال میں رہتے تھے۔ آخری دم تک ساقی گجراتی سے اصلاح لیتے رہے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو فوت ہوئے۔ اور آوانہ قبرستان میں مدفون ہوئے۔ "خون سدھراں دا" اور "لکیراں" دو مختصر کتابیں (پنجابی غزل، نظم، نعت) شائع ہو چکی ہیں۔ "ور تارے" کے نام سے پنجابی غزلوں کا مجموعہ کتابت کروا رہے تھے اور "پھوہر" کے نام سے نعت کا مجموعہ بھی ترتیب دے رکھا تھا کہ داعیٔ اجل کو لبیک کیا۔ (۱)

نعت کا نمونہ یہ ہے:

میں لبھدا پھراں توں لُکدا پھریں اے یار گوارا نئیں ہوندا
آ سامنے آ جا اک واری بناں دید گزارا نئیں ہوندا

دل خون دے اتھرو روندا اے رو رو کے دوہائیاں دیندا اے
کیویں صبر کراں دس کیہ میں کراں اس دل نوں سہارا نئیں ہوندا

توں چارہ گر بے چاریاں دا بخشنہار توں اوگنہگاریاں دا
ہن بحر غماں وچوں بن تیرے میرا پار اُتارا نئیں ہوندا

تیرے در تے آساں لائیاں نیں اج رکھ لئیں اساڈی پت سائیاں
ساہنوں ہور دوارا دسّیں ناں تیرے در توں کنارہ نئیں ہوندا

عشرت سورج چن تے تاریاں دے اسی ہور نظارے کیہ کرنے
اک تیرا نظارہ کافی اے کوئی ہور نظارہ نئیں ہوندا (۲)

حوالہ جات:

(۱) کوائف خموش چیچیانوی صاحب نے فراہم کیے

(۲) "خون سدھراں دا" از عشرت نورانی۔ گجرات ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۷

سیّد محمد غضنفر شاہ

سیّد محمد غضنفر شاہ کا آبائی گاؤں دھول کلاں (ضلع گجرات) ہے۔ ایم اے بی ایڈ تک تعلیم یافتہ ہیں۔ پیشہ کے اعتبار سے استاد ہیں۔ محلہ ضیاء الاسلام (گجرات شہر) میں رہتے ہیں۔ انہوں نے منظوم پنجابی میں اپنے بزرگوں کا شجرہ نسب لکھا ہے۔ اسی شجرہ کے آغاز میں نعت کا یہ بند موجود ہے:

سوہنے پاک رسول ﷺ توں جان صدقے جیہڑا امت دے درد ونڈاؤندا اے
لگن پتھر تے پیا دعا منگے سوہنا کرم دے مینہ وساؤندا اے
آدم خاکی دی کیہ مجال اوتھے اگانہہ ودھے تے سڑن جبریلؑ دے پر
نال جوڑیاں پاک حبیب ﷺ ویکھو، توڑ عرش عظیم تے جاؤندا اے (۱)

حوالہ:

(۱) خیرالاتقیاء (منظوم شجرۂ نسب سیّد پیر محمد تقی) از سیّد محمد غضنفر شاہ گجرات ۱۹۹۱ء صفحہ ۱۱

غلام رسول، ملک

کڑیانوالہ کے قریبی گاؤں دمتھل کے نمبردار اور پیر نصیب علی شاہ (چھالے شریف) کے مریدِ خاص ملک غلام رسول نے ۱۹۰۰ء کے قریب دمتھل میں محمد خاں پٹواری کے گھر جنم لیا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کاشتکاری کرنے لگے۔ پیر نصیب علی شاہ کے مرید ہوئے تو ۱۹۵۲ کے قریب ان کی منظوم سوانح عمری اور کرامات لکھیں۔ یہ کتاب ۱۹۵۲ء کے بعد اب دوسری بار شائع ہوئی ہے۔ اس سوانح عمری کے علاوہ انہوں نے پنجابی نعتوں کی ایک کتاب بھی لکھی تھی جو طبع نہ ہو سکی اور مسوّدہ ضائع ہو گیا۔(۱)

ملک غلام رسول کی کتاب "سوانح پیر سید نصیب علی شاہ" کے شروع میں نعت کے یہ چند اشعار درج ذیل ہیں۔

اول حمد خدا دی لکھاں جس دا نام الٰہی

قدرت جس دی کامل افضل حد حساب نہ کائی
بعد درود نبی ﷺ سرور تے عالی جسدا پایہ
جس نوں خالق ملنے کارن وچ معراج بلایا
ہون درود ہزار نبی ﷺ تے جو امّت دا والی
جس نوں رب معراج بلا کے درجے دتّے عالی (۲)

حوالہ جات:

(۱) حالات دمتھل میں ملک غلام رسول کے عزیزوں سے حاصل ہوئے

(۲) سوانح حیات پیر سید نصیب علی شاہ آف چھالے شریف: گجرات س ن۔ صفحہ ۲

غلام یار نقشبندی، مولوی

صوفی شاعر اور روحانی شخصیت مولوی غلام یار نقشبندی کا اصلی نام غلام محمد تھا۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے مرشد نے کہا "یہ پہلے صرف "محمد ﷺ کا غلام" تھا اب "محمد ﷺ کا یار" بھی ہو گیا ہے۔ آپ ۲۰ جولائی ۱۸۵۵ء کو چک غازی نزد اسٹیشن کٹھالہ تحصیل و ضلع گجرات میں مہردین کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ بچپن سے ہی صوم و صلوٰۃ کے پابند اور شریعتِ محمدیؐ کے شیدائی تھے۔ دینی تعلیم کیلئے شرقپور شریف گئے۔ وہیں حضرت شیر محمد شرقپوریؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ مُرشد کے کہنے پر آپ اپنے سسرال پنڈ مکی شاہاں چلے گئے۔ پھر ۱۹۲۷ء میں تحصیل چشتیاں کے گاؤں چک نمبر ۴۳ میں رہائش پذیر ہو گئے جو آپ کے وجود بابرکت کی بنا پر "مولوی والا" مشہور ہو گیا۔ وہیں آپ نے باقی عمر گزاری اور ۳۰ ستمبر ۱۹۶۹ء کو وصال فرمایا۔ آپ کو اسی گاؤں میں دفن کیا گیا۔ آپ کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد عُرس پر حاضری دیتی ہے۔

آپ عظیم روحانی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام پنجابی شاعر بھی تھے۔

آپ کی مطبوعہ کتب میں (۱) ریاض الفردوس (۲) ہفت قلزم (۳) مجموعہ تصرّف و کشف و کرامات (۴) مرقعِ غلام (۵) نظارۂ عشق (۶) محمود نامہ (ترجمہ) "معجزات رسول ﷺ"

غیر مطبوعہ ہے) تمام کلام عشقِ نبی ﷺ کا بھرپور عکاس ہے۔ نمونہ نعت یہ ہے۔

کسے شے دا گھاٹا ناہیں، وچ دربار محمدی ﷺ
کیمیا گر دی لوڑ نہ رکھن، شاہوکار محمدی ﷺ

در تے گیا نہ آیا خالی تے واہ سرکار محمدی ﷺ
دریا کرم دا لہراں مارے، واہ گھمکار محمدی ﷺ

جے توں سودا لینا چاہیں، چل دربار محمدی ﷺ
دین تے دنیا دونویں ملدے، کرو وپار محمدی ﷺ

اک نظر تھیں صحت پاندے، واہ چمکار محمدی ﷺ
در ڈگیاں دا مان نہ توڑن، واہ پیار محمدی ﷺ

کُل خزانے قبضے اندر، واہ دربار محمدی ﷺ
شان محمدی ﷺ نظری آوے، پڑھ اخبار محمدی ﷺ

رب وی نور عنایت کیتا، واہ انوار محمدی ﷺ
ایہ عاجز مسکین گداگر، ہے لاچار محمدی ﷺ (۱)

حوالہ:

(۱) حالات و کلام: چھے ماہی کھوج، لاہور شمارہ ۳۷۔ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۳

فرد فقیرؒ، خواجہ

مرد فقیر، فرد فقیرؒ اٹھارویں صدی کے نامور پنجابی شاعر، عالم دین اور صُوفی باصفا تھے۔ آپ قرآن و حدیث اور فقہ کے عالم اور مدرس تھے۔ تمام عمر بچوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔ پنجابی زبان کے بے مثل صوفی شاعر تھے۔ سی حرفی، باراں ماہ، کسب نامہ بافندگان، اور "روشندل" آپ کی یادگار ہیں۔ پہلی تین کتابیں "دریائے معرفت" کے نام سے کئی بار طبع ہوئیں۔ "کسب نامہ بافندگان" ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۸ء اور "روشندل" ۱۷۵۱ء کی تصنیف ہے۔

"روشندل" طویل عرصہ تک مدرسوں کے نصاب میں شامل رہی۔

خواجہ فرد فقیرؒ کے کلام میں کمزور اور ہوئے طبقے کی زبردست حمایت اور ظلم کے انجام پر جابجا اشعار ملتے ہیں۔ باقی تمام صوفیانہ موضوعات پر آپ کے کلام میں استادانہ کمال، انفرادیت اور اثر آفرینی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ میاں محمد بخشؒ نے آپ کے متعلق لکھا تھا۔ (۱)

فرد فقیر ہویا کوئی خاصا مرد صفائی والا
فقہ اندر بھی چست سخن ہے، عشق اندر خوشحالا

آپ نے ۱۷۹۰ء کے قریب وفات پائی اور گجرات شہر میں مسجد شاہ حسین کے صحن کے شمال مشرقی کونے میں دفن ہوئے۔ آپ کے نعتیہ کلام کا نمونہ درج ذیل ہے۔

سب صفت ثنا الٰہی نوں
جیہڑا بخشے کُل گناہی نوں
بھی آکھ درود رسول ﷺ نوں
اس اللہ دے مقبول نوں
جس عاصی سب بخشاؤنے
کہو برکت چارے یار دی (۲)

ساڈا ضامن نبی رسول ﷺ ہے
جو اللہ دا مقبول ہے
جو فردا شافع اساں دا
میں گولی اس سردار دی (۳)

حوالہ جات:

(۱) خفتگان خاک گجرات صفحہ ۱۶۹۔

(۲) باراں ماہ فرد فقیر، ملک فضل دین چنن دین تاجران کتب لاہور۔ س ن۔ صفحہ ۵

(۳) ایضاً" صفحہ ۲۳

فضل احمد پشاوری

آپ محلہ چاہ بھنڈر (گجرات شہر) میں رہتے تھے۔ والد کا نام حیات محمد تھا۔ آپ پیر فضل گجراتی کے ہمعصر اور دوست تھے۔ پنجابی زبان کی کلاسیکی روایت کے شاعر تھے۔ تقریباً سبھی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ ۱۹۹۴ء میں آپ کے پوتے محمد امین نے آپ کا کلام چھپوا دیا ہے۔ اس کتاب میں ۱۹۲۳ سے ۱۹۶۲ء تک کی شاعری محفوظ ہو گئی ہے۔

فضل پشاوری کی شاعری میں صوفیانہ رنگ اور عشقِ رسول ﷺ دو نمایاں ترین صفات ہیں۔ بہت سی نظموں کی عنوان کچھ یوں ہیں "خلقِ محمدی ﷺ" "شانِ محمد ﷺ" "مائی آمنہ دا سوہنا لال ﷺ آیا" وغیرہ۔ ان تمام نظموں میں حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کیساتھ محبت اور عقیدت کا بے پایاں اظہار ہوتا ہے۔ ان کی ایک نظم ملاحظہ ہو جو ان کی مخصوص طرز کی حامل ہے۔

آویں وچ خیال وچ نظر دل دے بنیں فیر وی پردہ نشین ماہی
ذرّے ذرّے وچ تیرا ظہور دسے توں ای ہیں ربّ العالمین ماہی

داتا ہیں توں چنگیاں ماڑیاں دا گون سب تینوں سائلین ماہی
پردے پان لئی اساں بے پردیاں تے دِتو ای گھل رحمتِ عالمین ﷺ ماہی

اوہدا شان بیان توں بہت بالا، والّیل کدھر یٰسٓ ماہی
اوہدا نام محمد ﷺ تے رکتے احمد ﷺ، یارسول کدھرے امین ماہی

درجے اوہدے بلند بلندیاں توں جانے ذات ربّ العالمین ماہی
اک لکھ تے چوی ہزار وچوں عاقلین ماہی، کاملین ماہی

اپنے نور توں نور جُدا کر کے دھریا نام رحمتہ للعالمین ﷺ ماہی
چنگا سمجھ کے دو جہان اندر پایا ہتھ میں حبلِ متین ماہی

لذّت تیرے ہی ذکر دی لین دونویں عارفین ماہی عاشقین ماہی
واہ واہ عشق کمال بلالؓ دا اے صدق خوب صدیقؓ یقین ماہی

جھلن جبر تے صبر نہ دین ہتھوں رہندے صبر اندر صابرین ماہی

فضل تابعداریاں وچ رہندے مومنین ماہی متقین ماہی (۱)

حوالہ:

(۱) کلام فضل احمد پشاوری: گجرات ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۳۳

فضل حسین شاہ بخاری قادری، پیر سیّد

پیر سید فضل حسین شاہ کھمبرانوالہ (گجرات) میں مدفون ایک روحانی شخصیت اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد شاہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں سے ہوتا ہوا حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

آپ نے راہِ سلوک میں کٹھن مراحل بحسن و خوبی طے کیے اور روحانیت میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔ شاعری میں آپ کی پسندیدہ اصناف سخن نعت اور منقبت' ہیں۔ دو کتابیں (۱) "محبوبِ نبی ﷺ" (۱۹۸۲ء)، ۱۰۴ صفحات (۲) "محبوب خدا" (۱۹۸۳ء)، ۱۰۴ صفحات نعت اور منقبت پر مشتمل ہیں۔ آپ نے ۲۱ ستمبر ۱۹۸۳ء کو وفات پائی اور کھیڑانوالہ میں دفن ہوئے۔ (۱) پنجابی نعت کا نمونہ یہ ہے۔

میرے سوہنے کملی والے ﷺ دے عرشاں اتے جھنڈے جھلدے نیں
ایہ ملک سارے جو خالق دے، کر دتے شاہِ رسل ﷺ دے نیں

اون ملک ہزاراں ہر دم نیں، پئے پڑھن صلوٰۃ اوتھے دم دم نیں
عاشق سمجھ کے جنّت نالوں ودھ تائیں گلیاں دے وچ رُلدے نیں

رب ہے بے مثل خدایاں وچ، ایہ رہندا دل شیدایاں وچ
نحنُ اقرب تھیں نیڑے وسدا اے، پر بھیت طیبہ وچ کھلدے نیں

یٰسٓ کھونڈی ہتھ سجدی اے، موہنڈے چادر مدّثر دی پھبدی اے
کیہ صفت کراں سج دھج دی اے، بن رحمت آئے کُل دے نیں

دے ہر دم پیا گلزار ماہی، جتھے سوہنے محبوب ﷺ دی ہے شاہی
جنہاں نام حضور ﷺ ہے جند لائی، لگ کسے آکھے نہ اوہ بھلدے نیں

سید فضل ترے دیدار تائیں، کدی در تے بلاوٗ نادار تائیں
محبوب ﷺ دے ذرّے خاک دے جو لعلاں نالوں ودھ کے مُل دے نیں (۲)

حوالہ جات:

(۱) محبوبِ نبی۔ از پیر فضل حسین شاہ۔ کھمبر۲نوالہ (گجرات) ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۰

(۲) "محبوبِ خدا ﷺ" از پیر فضل حسین شاہ۔ کھمبر۲نوالہ (گجرات) ۱۹۸۳ء صفحہ ۴۱

فضل حق فضل ٹھمکوی، مولوی

پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر مولوی فضل حق فضلؔ جلالپور جٹاں کے قریبی گاؤں ٹھمکہ میں مولوی عبدالحمید کے گھر ۲ اپریل ۱۹۰۹ء بمطابق ۱۰ جماوی الاول ۱۳۲۷ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ پنجابی کے نامور شاعر میاں حبیب اللہ فقیر ساکن چوہدووال (گجرات) کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب زمان علی کھوکھر اور قطب شاہ سے ہوتا ہوا حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ یوں آپ قطب شاہی کھوکھر (علوی) ہیں۔

آپ نے دینی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ کتابت سیکھی اور تمام عمر ٹھمکہ کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ فارغ اوقات شاعری اور کتابت میں صَرف کرتے تھے۔ آپ کے والد عالمِ دین، طبیب اور فارسی زبان کے شاعر تھے۔ مولوی فضل حق مرحوم بھی حکمت جانتے اور کرتے تھے۔ آپ درویشانہ مزاج کے متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ نے ۱۶ جنوری ۱۹۹۳ء کو وفات پائی اور ٹھمکہ میں خفتۂ خاک ہوئے۔

آپ نے دو درجن کے قریب پنجابی قصے لکھے جن میں سے چند ایک مطبوعہ یہ ہیں (۱) گجراتی ماہیا (۲) مکرنامہ عورتاں (۳) لیلیٰ مجنوں (۴) متھرادی شہزادی (۵) رمضان دیاں شاناں (۶) سی حرفی وعظ (۷) تحسین (۸) صدائے فضل (۹) پاکستانی ترانے (۱۰) قصہ شہزادی نورالقمر (۱۱) پاکستانی بہادر بیٹی (۱۲) سی حرفی فضل (۱۳) قصہ ہرنی (۱۴) تکبیر دے نعرے (۱۵) ستارہ مجاہد (۱۶) گلدستہ جنگی اشعار۔ آپ نے نعت کی بھی چھوٹی چھوٹی کتب تصنیف کیں۔ ان کی ہر کتاب میں ایک دو نعتیں خصوصیت سے شامل ہیں۔ نعتیہ کلام کا نمونہ یہ ہے۔(۱)

دل چاہے شہر مدینے دے ہر وقت چُبارے تکدی رہواں
اوتھے رحمت والی بارش دے نت نور فوارے تکدی رہواں

بڑا ہجر فراق ستاندائے، نت قلب حزیں ایہ چاہندائے
تکّی مدنی کملی والے ﷺ دے ہر آن نظارے تکدی رہواں

اُس گنبد خضریٰ والے ﷺ توں میری جان صد تڑے گھولی اے
اوہدی دوری دی مجبوری توں نت دُکھڑے بھارے تکدی رہواں

اس سوہنے ﷺ نوں کوئی لوڑ نہیں میٖنوں لوڑ بڑی اس سوہنےؐ دی
کوئی پورا مول نہ ہوندا اے ملنے دے اشارے تکدی رہواں

وچ اپنی اس بدحالی دے کُل خلقت ول خیال کراں
کوئی میرے وانگ بھی ہوون گے درداں دے مارے، تکدی رہواں

جند سڑ بل کولے ہوئی اے کسے وقت بھی یاد نہ بھلدی اے
دن گزرے وچ دلیلاں دے سب رات بھی تارے تکدی رہواں

چن سورج روشنی والے بھی اوہدے نور کنوں معمور ہوئے
جنھاں دونویں جگ چمکائے نیں سوہنے دو رخسارے تکدی رہواں

میری جان تے لکھاں صدمے نیں پے ڈاہڈے ہجر مقدمے نیں
بھارے بھار فراق جدائیاں دے کدوں رب اتارے، تکدی رہواں (۲)

حوالہ جات:

(۱) یہ معلومات مختلف ذرائع سے حاصل ہوئیں۔

(۲) مولوی صاحب کے گھر سے ان کے صاحبزادے محمد لقمان کے ذریعے قلمی بیاض سے یہ نعت ملی۔

فضل دین فضلؔ، اُستاد

استاد فضل دین فضل گجرات میں مسجد ہادی حسین کے قریب حجّام کا کام کرتے تھے۔ والد کا نام خدا بخش تھا۔ فضل دین ان پڑھ آدمی تھے مگر ذوق اور یادداشت خوب تھی۔ بچپن سے شعر کہنے کا شوق تھا۔ ان کی دو کتابیں یادگار ہیں۔

۱۔ گلدستہ بہار: (متفرق پنجابی کلام۔ مطبوعہ ۱۹۵۳ء) ۲۔ قصہ سوہنی مہینوال: ۱۹۵۵ء

آپ میاں بوٹا، فضل شاہ نواں کوٹی، فیروز الدین نگین، اور ٹی سی گجراتی سے بہت متاثر تھے۔ سوہنی کے بعض بند انہی شعرا کی زمینوں میں ہیں۔

سوہنی کے آغاز میں طویل نعت سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آکھاں نعت سرور مرسلین ﷺ سندی جستوں آپ صدقے کردگار واہ وا
اپنے نور تھیں نور ظہور کر کے کیتا نبیاںؑ دا سردار واہ وا!

مائی آمنہؓ دے گھر ہوئے پیدا نیک گھڑی سُلکھنی وار واہ وا
چوداں طبقاں تے حسن دی لو لگی جدوں ہوئے حضرت ﷺ پیدا وار واہ وا

ڈنکہ وجیا دین دا کفر نٹھا بکل ایس جہان توں مار واہ وا
جاگی نور دی شمع کافور روشن دوہاں عالماں دے وچکار واہ وا

بھجّے لات منات بت کافراں دے پوجن جنھاں نوں نت کفار واہ وا
سب کفر دے کوٹ گرا دتے کلمہ حق دا مونہوں پکار واہ وا

جھنڈا آن محمدی ﷺ کھڑا ہویا لرزہ کھان جس تھیں بدکار واہ وا
آئے لے شر-عتاں بھاریاں نوں طرفوں رب ستّار غفار واہ وا

سایہ سرے تے رہے نت بدلی دا وانگ چھتر شاہی زوردار واہ وا
وحی لے کے نت پیغام آوے طرفوں رب جبّار ستّار واہ وا

نال معجزے خاتم الانبیا ﷺ نے پانی وچ دتے پتھر تار واہ وا
نال معجزے نبیؐ دی مُٹھ اندر کلمہ کنکراں کہیا پکار واہ وا

حوالہ: (۱) سوہنی مہینوال از استاد فضل دین حجّام۔ گجرات س ن۔ صفحہ ۳

فضلؔ گجراتی، پیر فضل حسین

پنجابی غزل کے بے تاج بادشاہ اور پنجابی نعت کی مقدّس دنیا کی نورانی شخصیت جناب پیر فضلؔ حسین گجراتی، گجرات شہر کے محلہ گڑھی شاہدولہ میں پیر مقبول حسین سجّادہ نشین دربار شاہدولہ کے ہاں ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ گجرات میں میٹرک تک تعلیم پائی اور میونسپل کمیٹی گجرات میں کلرک بھرتی ہو گئے اور یہیں سے ہیڈ کلرک کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

شاعری کی ابتدا اردو سے کی اور مرزا مبصّر دہلوی سے تلمّذ کیا۔ پھر احمد علی سائیاں کے پنجابی چو مصرعے کی مقبولیت سے متاثر ہو کر پنجابی شاعری کی طرف آئے۔ غزل کے میدان میں وارد ہوئے تو پنجابی غزل کو وہ مقام دلا دیا کہ "شہنشاہِ غزل" کہلائے۔ غزلوں اور نظموں پر مشتمل دو مجموعے "ڈونگھے پینڈے" اور "ٹکوراں" کے نام سے شائع ہوئے۔ نعت اور مناقب پر مبنی مجموعہ "قطبی تارا" کے عنوان سے حفیظ تائبؔ نے مرتّب کیا جو ۱۹۸۱ء میں شائع ہُوا۔ (۱) نعت پیر صاحب کیلئے محض ایک رسم نہ تھی بلکہ وہ نہایت عقیدت اور دردمندی سے آقائے دوجہاں ﷺ کے حضور نذرانۂ خلوص و آرزو پیش کرتے تھے کیونکہ ان کی خواہش تھی کہ

میں درود صلوٰۃ نبی ﷺ تے بھیجدیاں مر جاواں
اُٹھاں ایسے حالت اندر منگاں فضلؔ دعاواں

اور ان کا یقین تھا کہ یہی ان کی عاقبت سنوارنے کا ذریعہ ہو گی۔

چٹھی ہتھ وچ لے کے بخششاں دی فضلؔ باغ رضوان ول مڑی جاندائے
اج عرصہ محشر دے وچ تیرے کم آ گئی مدح سرائی کس دی (۳)

پیر صاحب محبّتوں اور خوشبوؤں کے پیامبر تھے۔ ان سے ملنے والے آج بھی ان کی شخصیت کی جاذبیت اور رفاقت کی لذّت کو یاد کرتے ہیں۔ ہمیشہ تن کو سفید لباس سے مزیّن رکھتے اور من کو کدورت کی میل سے پاک!

اس مہر و محبّت کے پیکر اور سخن کے تاجور نے ۲۲ اگست ۱۹۷۲ء کو وفات پائی اور آل

شاہدولہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ راقم نے "سخن کا شہنشاہ" = ۱۳۹۲ھ سے سِن رحلت نکالا ہے۔

آپ کی نعت ایک طرف فنی و معنوی اعتبار سے بلند پایہ ہے تو دوسری طرف آپ کی قلبی واردات کی غماز ہے۔ نمونہ نعت ملاحظہ کیجئے۔

بھلیو بھلی وچ جگ دے ہین سوہنے، سوہنے نہیں پر میری جناب ﷺ ورگے
اوہ جہدے پسینیاں وچ بلے رکھے گئے نیں عطر گلاب ورگے

چہرہ ماہِ کنعان دا ویکھ کے تے ماہ وشاں نے انگلیاں چیر لئیاں
اوہدی اک انگشت دا ویکھ جلوہ سینے چاک کر لین مہتاب ورگے

بالو ریت تتی تتی بیٹھ کنڈاں گرم گرم پتھر اُپر چھاتیاں دے
اوہدے عشق وچ عاشقاں صادقاں نے ساڑ لئے تُشے کمخواب ورگے

چھپ کے کئی واری اوہدی بزم اندر بہناپے جاندا اے چناں ورگیاں نوں
جا کے کئی واری اوہدی بارگاہے دیوے بنے بالن آفتاب ورگے

اسیں نہ کوئی پارس دا سنگ پارہ نہ کوئی پڑی اکسیر دے منگنے آں
تیرے عشق وچ چاہنے آں شاہِ خوباں ﷺ ساڈے دل ہو جان سیماب ورگے

اجے ہین کجھ ہجر دے سال باقی، اجے دور نیں ساعتاں وصل دیاں
اجے فضل تیرے کچے اتھرو نیں، اجے ہوئے نہیں سرخ عناب ورگے (۴)

حوالہ جات:

(۱) حالات "خفتگانِ خاکِ گجرات" صفحہ ۱۷۵ سے ماخوذ ہیں

(۲) یہ شعر پیر صاحب کے کتبہ قبر پر بھی کندہ ہے

(۳) یہ شعر بھی کندہ ہے

(۴) قطبی تارہ گجرات ۱۹۸۱۔ صفحہ ۲۲

فیروز الدین نگینؔ گجراتی، سائیں

پنجابی زبان کے نامور شاعر اور سماجی شخصیت سائیں فیروز الدین نگین ۱۸۷۹ء میں گجرات شہر کے محلہ کٹڑہ شالبافاں میں نبیرہٹ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے والد کے کاروبار میں شامل ہو گئے اور نمایاں کاروباری شخصیت بن گئے۔ حکام کیساتھ بھی میل ملاپ رکھا "دیہات سدھار تحریک" میں بھی سرگرم رہے اور قلمی محاذ پر عوام کی اصلاح کیلئے کام کرتے رہے۔ وہ اس دور کے "ضلعی کرسی نشین" بھی تھے۔ فیروز الدین نگین نے اس دور کے چھوٹے چھوٹے عوامی مسائل صحت و صفائی پر منظوم کتابچے لکھ کر عوام کی خدمت کی۔ آپ علامہ اقبالؒ کے سسرالی خاندان کے قریبی عزیز تھے اور اسی ناتے علامہ سے بھی میل ملاقات تھی۔

فیروز الدین کے بچپن میں میاں محمد بوٹا گجراتی کی شاعری کا بڑا شہرہ تھا وہ اسی محلہ میں رہتے تھے۔ فیروز الدین کو قدرت نے ذہن رسا دیا تھا چنانچہ آپ نے بھی نگین تخلص کے ساتھ مشقِ سخن کا آغاز کر دیا۔ آہستہ آہستہ نگین کا ذہن تصوف کی طرف مائل ہو گیا اور انہوں نے دنیاداری چھوڑ کر خود کو درویشی کی "بُکل" میں چھپا لیا۔ اولاد کی محرومی نے نگین کو ایک سوزِ دروں عطا کر دیا۔ انہوں نے سخن گوئی کے چراغ سے اپنے من کو روشن کر لیا اور پنجابی زبان کو شعر و سخن کے بیش قدر موتی عطا کیے۔ نگین کی مشہور کتاب "سوہنی" پہلی مرتبہ ۱۹۲۳ء اور دوسری مرتبہ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ جو پنجابی شاعری اور ثقافت کا خوبصورت مرقع ہے۔ آپ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۷ء کو وفات پائی اور قبرستان بھٹیاں میں آسودہ خاک ہوئے۔ (۱)

نگین کا بیشتر کلام تاحال غیر مطبوعہ ہے جس میں جابجا نعتیہ اشعار ملتے ہیں جو ان کی فنی مہارت اور سرورِ دو عالم ﷺ سے قلبی وابستگی کا بیّن ثبوت ہیں۔ نمونہ دیکھیے:

بعد حمد لکھاں ہن نعت اوہدی جنھے شان لَوْلَاکَ لَمَا لیا
اک لکھ کئی انبیاءؑ نالوں اچا جنھے مراتبہ پا لیا
دھن بھاگ نیں اوس زمین سندے جتھے جنم نبی مصطفیٰ ﷺ لیا
تدھ دا زمیں بھی فخر کرینڈڑی اے، رتبہ عرش تھیں میں سوا لیا
سنو ذکر معراج دی رات والا تلیاں جھس جبریلؑ جگا لیا

آقا ﷺ اکھیاں کھول کے جدوں ڈٹھا خادم قدمیں سیس نوا لیا

رب دی طرف تھیں دے سلام پہلوں سارا ماجرا فیر سُنا لیا
زمزم آب تھیں غسل کرا چھیتی جبہ جسم نوری تے پوا لیا

کر کے وضو جناب رسول اللہ ﷺ سجدہ شکر دا کر ادا لیا
ملن یار نوں چلیا یار ویکھو کملی والڑے ﷺ بھیس وٹالیا

جتھے پہنچ نہ روحُ الامینؑ سکیا اوتھے نبی ﷺ نوں رب بُلا لیا
خاطر یار دی یار نے خوب کیتی، لامکان دا سیر کرا لیا

حوراں ملک سب رہے صلوٰۃ پڑھدے سب نے خوشی دا وقت لنگھا لیا
جھولے سرد ہوا دے رہے آوندے، اللہ دوزخاں دا کھچ تا لیا

فیر بیٹھ کے کیتیاں رج گلاں رج رج کے ویکھ وکھا لیا
مہربان کولوں مہربان ساڈے عاصی اُمت تائیں بخشوا لیا

رب دی گیا درگاہ تھیں رَدیا اوہ جنہیں نبی ﷺ تھیں مُکھ بھوالیا
سائیں فیروزؔ جاسن بخشے حشر دے دن جنھاں اوہدے در تے تکیہ لا لیا(۲)

حوالہ جات:۔

(۱) حالات ماخوذ از "خفتگانِ خاکِ گجرات" صفحہ ۱۸۲

(۲) "سوہنی" سائیں فیروز الدین نگینؔ گجراتی۔ گجرات ۱۹۹۱ء۔ صفحہ ۹

فیض الامین ناظر فاروقی، صاحبزادہ

صاحبزادہ فیض الامین ۱۹۵۲ء میں مونیاں ٹھیکریاں کے ایک علمی و روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ محمد امین صاحب (چکوڑوی بھیلووال) کی نسل میں سے ہیں۔ جید عالمِ دین اور پُرجوش مقرر ہیں۔ اردو، پنجابی اور فارسی میں شاعری کرتے ہیں، قطعات تاریخ اور نعتِ سرورِ کائنات ﷺ پسندیدہ اصناف ہیں۔

"گلستانِ مدینہ" کے نام سے نو عمری میں (۱۹۷۳ء) اردو، پنجابی نعتوں اور مناقب پر مشتمل مجموعہ کلام شائع ہوا جو ایک تابناک شعری مستقبل کا غماز ہے۔

پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

گنہگاراں سیاہ کاراں نوں چین آیا جدوں ہویا ظہور مدینے والے ﷺ دا
دشمناں نوں وی سینے لا لیناں شیوہ اے مشہور مدینے والے ﷺ دا

شرق و غرب نوں نور و نور کیتا دنیا توں کفر اندھیرا دور کیتا
سارے جگ نوں پیا روشن کردا اے نور مدینے والے ﷺ دا

اوہ جگ توں نئیں ڈردا اے، دنیا تے حکومت کردا اے
اوہ کسے میدان نہ ہردا اے جیہڑا نظر منظور مدینے والے ﷺ دا

جیہڑا بُوہے اوہدے جا بہندا اوہ مقصداں نوں اے پا لیندا
خالی کسے نوں نہ پرتاناں ایہ دستور مدینے والے ﷺ دا

ناظَر دا ایہ ایمان اے اوتھوں ملدا رب رحمان اے
دو جگ توں رَدیا جاندا اے مغرور مدینے والے ﷺ دا(۱)

حوالہ:

(۱) گلستان مدینہ از فیض الامین ناظَر فاروقی۔ شوکت بکڈپو گجرات دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۲۱

قصور مند، عنایت علی

جلالپور جٹاں کے نواحی دیہات میں جدید دور کا مقبول ترین عوامی شاعر قصور مند ہے۔ قصوَر مند پنجابی شاعری کی کلاسیکی روایت کا شاعر تھا۔ قصور مند کا اصل نام عنایت علی اور ولدیت فتح علی تھی۔ تخلص قصور مند یا قصوری کرتے تھے۔ جٹ زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ کسوکی کے رہنے والے تھے۔ نرینہ اولاد نہیں تھی اور اس محرومی نے بھی قصور مند کو سوز دروں عطا کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

کھیڈے بال نہ چمکدا لال گودی، ایہو غم پیا ہڈاں نوں کھوردا اے

او تر عمل دے بے اولاد قصور مندا' رہی نام نشان نہ گور دا اے

قصور مند نے بہت سا کلام لکھا مگر افسوس کہ اکثر ضائع ہو گیا۔ کچھ کلام "درداں دے رشتے" کے نام سے شائع ہوا۔ گانے والوں کو بھی قصور مند کا بہت سا کلام یاد ہے۔ قصور مند خود بھی اکتارے پر گاتے تھے۔ قصور مند کا زیادہ تر کلام عشق حقیقی سے متعلق ہے۔ نعت لکھتے ہوئے قصور مند نے محبت کی اتھاہ گہرائیوں سے نذرانہ عقیدت کے موتی تلاش کیے ہیں (۱)۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

ملیا یار نوں یار سی جس راتیں عاشق آکھدے راتاں چوں رات سوہنی
حوراں رل سہاگ دے راگ گاون آکھن آئی محمد ﷺ برات سوہنی
ملک صل علی سرنگوں بولن اگے بن کے کھلی جماعت سوہنی
قصور مند آکھے سوہنی اے ذات ربی' آکھے رب محمد ﷺ دی ذات سوہنی (۳)

حوالہ جات:

(۱) "گجرات دے پنجابی شاعر" (مسودہ) قصور مند نے ۱۹۹۰ کے قریب وفات پائی۔
(۲) درداں دے رشتے از قصور مند۔ خانقاہ ڈوگراں (شیخوپورہ) س ن۔ صفحہ ۲۴

کاوش، حکیم پیر محمد

اردو اور پنجابی زبان کے شاعر' خوش نویس اور معالج' حکیم پیر محمد کاوش ۱۹۱۵ء میں دریائے چناب کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں "دھپی" میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والدین کے ساتھ محلہ گڑھی شاہدولہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول فتوپورہ برانچ سے حاصل کی۔ خوش نویسی عبدالجبار مست سے اور طبابت کے اسرار و رموز حکیم عبدالرحیم جمیل سے سیکھے۔ ۱۹۴۸ء سے شاعری کی ابتدا کی۔ پیر فضل گجراتی سے فیض پایا' انہوں نے ہی کاوش تخلص عطا کیا۔ بزمِ مہدی اور بزمِ پیر کے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں طبی مجلہ "خزینہ صحت" جاری کیا۔ ۱۹۶۱ء میں حکیم حاذق کی سند حاصل کی۔ گجرات میں طبی خدمت کے ساتھ ساتھ کئی طبی کتب بھی شائع کیں۔ سماجی خدمت میں بھی شریک رہے۔ ۱۹۹۵ء میں سیالکوٹ میں آباد ہو گئے۔

شاعری میں غزل اور نعت پسندیدہ اصناف ہیں۔ نمونہ یہ ہے:

سناں جاں ناں محمد ﷺ دا اے اکھیاں نوں جھکا لیناں
خیالاں وچ جے آجاون تے فیر اتھرو وگا لیناں
محمد مصطفیٰ "صلوا علیہ آلہ" پڑھ کے
انگوٹھے چم کے ہتھاں دے میں اکھاں تے لگا لیناں
محمد' احمد و محمود حامد ﷺ صفتاں کر کر کے
سلاماں تے صلوٰتاں پڑھ فرض کر میں ادا لیناں
بڑے چر دا میرا دل شوق دے وچ جھومدا رہندائے
میں سوچاں دے مصلے سدھراں نال دل وچ وچھالیناں
فرشتے در اوہناں دے حاضری دن رات دیندے نیں
ہدیے میں درداں دے اونہاں دی راہ پونچا لیناں

حوالہ:

(۱) حالات و کلام پیر محمد کاوش سے حکیم ضیاالرحمن کی وساطت سے حاصل ہوئے۔

کرم الٰہی، مولوی

مولوی کرم الٰہی' گمرالی (پھالیہ) کے رہنے والے تھے۔ علمِ دین کے حصول کے بعد ڈھوک ساہیاں (ڈھوک کاسب) میں امامت کرنے لگے۔ وہیں رہتے ہوئے منظوم پنجابی کتاب "ارکانِ خمسہ" لکھی۔ یہ کتاب ان کے بڑے بھائی فضل الٰہی نے شروع کی تھی مگر موت نے انہیں اس کی تکمیل کی مہلت نہ دی۔ بعد میں یہ کتاب مولوی کرم الٰہی نے مکمل کی۔ اس میں اسلام کے پانچ ارکان کی منظوم تفصیل ہے۔

مولوی کرم الٰہی شاعری میں اپنے بھائی فضل الٰہی سے متاثر تھے۔ کتاب میں کہیں کہیں مولانا رومؒ کے فارسی اشعار کا خوبصورت پنجابی ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب تقسیمِ ہند سے قبل شائع ہوئی۔ کتاب کے شروع میں حسب روایت نعت کے اشعار ہیں' ملاحظہ ہوں:

پاک محمد سرور ﷺ اتوں جان کراں قربانی

ختم نبیاں مُرسل ہویا خاص محبوب حقانی ﷺ
رستہ حق دکھایا جس نے رستہ بُھلیاں تائیں
جس دی حرمت رُلسن سانوں جنت اندر جائیں
اوگنہاراں تائیں آیا مشفق پیر گرامی
اُس دی برکتوں روشن ہوئے قلب شریف تمامی
ساڈے دل دا کالا شیشہ رنگ ضلالت پاروں
کیتا صیقل نبی محمد ﷺ صِقل لیا سرکاروں
لیا قرآن خزانہ، دتّا جامع کل مسائل
جس تھیں دینی دنیوی ہوئے حاصل بہت فضائل
کیا تشریح سنائی اس دی بالتفصیل نہایت
جس دی سمجھ نہ آئی سانوں دسیا خوب بغائیت(۱)

حوالہ:
(۱) ارکانِ خمسہ یعنی مفید الواعظین از فضل الٰہی س ن۔ صفحہ ۵، ۴۳۸

کعبیؔ بہلپوری، پروفیسر مُنیر الحق

پروفیسر مُنیر الحق حکیم محمد عظیم کے ہاں بہلپور میں پیدا ہوئے۔ آج کل زمیندار کالج گجرات میں اردو کے پروفیسر ہیں اور ادبی و علمی میں ایک شاعر، نقّاد اور محقّق کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ”تفہیم و تجزیہ سلام احمد رضا“ لکھ کر علمی حلقوں سے دادو تحسین وصول کر چکے ہیں۔

”رگِ خواب“ ان کے شعری مجموعہ (اردو) کا نام ہے۔ مجموعۂ حمد زیر طباعت ہے۔
تحقیق کے میدان میں ”خونِ جگر کشید کرنے“ پر یقین رکھتے ہیں۔
کچھ عرصہ ماہنامہ ”زجاج“ بھی نکالتے رہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی حیات اور کلام پر تحقیق کا وسیع کام کر رہے ہیں۔
نعت میں اردو زیادہ لکھتے ہیں۔ کبھی کبھی پنجابی بھی کہتے ہیں جیسے یہ نعت:

جگر دے زخم کس کس نوں دکھاواں یا رسولَ اللہ ﷺ

غماں دا حال کس کس نوں سُناواں یا رسولَ اللہ ﷺ
میرے ہوکے مینوں رسوا نہ کر جاون کدے آقا ﷺ
دبا رکھاں گا کد تیکر میں ہاواں یا رسولَ اللہ ﷺ
میں جتھوں تک نظر پانا واں اک ظالم ہنیرا اے
میں نومیدی دے صحرا وچ کھڑا ہاں یا رسولَ اللہ ﷺ
محبت دور دریا دے کنارے تے کھلوتی اے
اج انساناں دی نفرت توں پریشاں یا رسولَ اللہ ﷺ
خدا دے حکم توں منہ موڑ کے آوارہ پھرنے آں
تے ہن منزل دا نئیں کوئی وی امکاں یا رسول اللہ ﷺ (۱)

حوالہ: شاہین ۸۹ء (زمیندار کالج گجرات) حصہ پنجابی صفحہ ۱

کمالؔ، سیّد ظاہر شاہ

ظاہر شاہ کمالؔ، جناب ابوالکمال برق نوشاہی کے گھر ۱۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔ علمی و ادبی ذوق والدِ ماجد سے ورثہ میں پایا اور پنجابی زبان میں خوبصورت شاعری کرتے ہیں جو قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہے۔
بسلسلہ کاروبار یورپ میں مقیم ہیں۔ آبائی طور پر ڈوگہ (نزد دولت نگر۔ گجرات) سے تعلق ہے۔ اب تک ۱۲ عدد پنجابی منظوم کتابچے شائع کر چکے ہیں۔ اکثر کتابچے منظوم خطوط پر مبنی ہیں۔ (۱)
پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

موڑ کمال قلم دی کانی چلئے ول مدینے
دو جہان دا والیؐ جتھے ونڈدا پیا خزینے
ویکھ نظارے اوس دوارے ٹھنڈ اکھاں نوں پایئے
رحمۃ للعالمین ﷺ دے اگے دکھڑے چل سنایئے

آقا ﷺ دی راس دھرتی اندروں نت آون آوازے
کُھلے نیں سب اوگنہاراں کارن رحمت دے دروازے

منگ مراد نبی ﷺ دے در توں کوئی نہیں جس دا ثانی
شافع روز حشر نوں ہوسی اوہ محبُوب ربانی

چم چم خاک مقدس تائیں نال اکھاں دے لائیے
جالی پاک روضے دی پھڑ کے دُکھڑے پھول سنائیے

گنبد سبز نورانی لشکاں عرشاں تک چمکارے
آدم جن ملائک نوری رِیس نواون سارے

مثل بہشت نگری ساری بکھرے رنگ ہزاراں
عرشوں نور وسیندا ہر دم رہون سدا بہاراں (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) تذکرہ نوشاہی شعراء مرتّبہ سیّد ابوالکمال برق نوشاہی صفحہ ۴۳۴ وملاقات

(۲) نامۂ غم نمبر ۸ از سید ظاہر شاہ کمال۔ صفحہ ۶

گلریز شوکت گل

منشی لطیف گجراتی کے شاگردوں میں جدید دور کے اہم شاعر۔ گلریز شوکت گل "بلدے بُجھدے دِیوے" (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) کے خالق کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ وہ جناب شوکت علی کے ہاں ۱۹ اگست ۱۹۵۹ء کو محلہ مسلم آباد (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اردو تک تعلیم حاصل کی۔ آج کل حبیب بینک میں آفیسر ہیں۔ بزمِ لطیف گجرات کے سیکرٹری اور پاکستان رائٹرز گلڈ گجرات کے سیکرٹری فنانس ہیں۔ (۱) ان کے مجموعۂ کلام میں یہ نعت بھی شامل ہے۔

بے مثل تے پاک او ہستی اے اس ذات دیاں کیا باتاں نیں
جنھے مٹی رِبڑے انساناں دیاں آپوں لیاں واتاں نیں

نخی اوس جیہا اس جگ اتے اج توڑی کوئی ٹیکیا نئیں

جنھے گھر اپنے نوں فاقے دے کے وَنڈیاں جگ خیراتاں نیں

جیہڑا ذکر نبی ﷺ وچ لنگھ جاوے او ویلا کرماں والا اے
جو یاد اوہدی وچ لنگھ جاون اور راتاں نئیں شبراتاں نیں

کیویں نہ ہوندا جگ اتے سایہ آپ ﷺ دی رحمت عالی دا
کدے سورج چانن ونڈیاں ٹیکیاں اُچیاں نِیویاں ذاتاں نیں!

اج اپنے کرم دے چانن نال ساڈے سینے نور و نور کرو
ہن فیر جمائے ڈیرے نیں نفرت دیاں لات مناتاں نیں (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) شاعر کے کوائف رحمت اللہ شہزاد کی وساطت سے حاصل ہوئے۔

(۲) بلدے بجھدے دیوے: گجرات ۱۹۹۵ء، صفحہ ۹۴

گنہگار، سلطان احمد

گنہگار جلالپور جٹاں کے مقبول پنجابی شاعر تھے۔ ان کے بزرگ کشمیر سے ہجرت کر کے جلالپور جٹاں میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ سلطان احمد ۱۸۷۲ء میں جلالپور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ زندگی کا اکثر حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ آخری عمر جلالپور جٹاں میں گزری۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۵۵ء کو اس دارالامتحان سے سدھارے۔

گنہگار درویش منش شاعر تھے۔ عشق مجازی کی منزل سے ہوتے ہوئے عشق حقیقی کی طرف آئے اور پھر شاعری میں بھی ایک واضح تبدیلی نظر آنے لگی۔ جس میں عشق نبی ﷺ کے جذبات نمایاں تھے۔ ان کی شاعری کی ایک اور خوبی معاشرے کی سچی عکاسی تھی۔ گنہگار، سائیں احمد علی سے بھی متاثر نظر آتے ہیں۔ ان کے چند نعتیہ قطعات ملاحظہ ہوں۔

آرزو دم بدم مدتاں دی، سفر عرب دا میرے نصیب ہووے
خوشی نال جاواں منزل طے کردا دل وچ درد حبیب ﷺ ہووے

میری عرض کریں منظور مولا حالت ایس توں بھانویں غریب ہووے
دم راہ وچ نکل جائے گنہگارا' پر محمد ﷺ دا روضہ قریب ہووے

فلک نے کیتی سی بسم اللہ جدوں گئے مہمان حضور ﷺ دے سَن
ہو گئے دست بستہ اگوں ملک سارے گویا قافلے چلے شعور دے سن
ہر تن تھیں صلِّ علیٰ نکلے ایسے شعلے محمد ﷺ دے نور دے سن
ملیا یار نوں یار جد گنہگارا مٹ گئے جھگڑے دور دور دے سَن

مدینے والے سرور انبیا ﷺ دے ہتھ قلم شفا دی پھڑی ہووے
جھنڈا پاک رسول ﷺ دا ہووے اچا ہیٹھ فوج محمدی کھڑی ہووے
ساڈے نبیؐ دی عرض ہے رب اگے میری امت گناہ تھیں بری ہووے
عرض رب دے اگے وے گنہگارا جھیتی بخت وچ وصل دی گھڑی ہووے (۱)

حوالہ:

(۱) روزنامہ امروز لاہور۔ ۲۲ اپریل، ۲۰ مئی ۱۹۸۳ء مضمون از امین اختر گوندل

لطیف گجراتی، منشی

منشی لطیف گجراتی، گجرات کے موجودہ دور کے چند نامور ترین شعرا میں سے ایک ہیں۔ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کو گجرات شہر میں محمد رمضان کے گھر پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی۔ ایک مدت بلدیہ گجرات میں منشی رہے۔ ۱۹۳۵ء سے شاعری شروع کی۔ سائیں فیروز الدین تمکین کے شاگرد ہیں (۱)۔ نظم، غزل خوب کہتے ہیں۔ غالب اور اقبال کے بعض اشعار کا خوبصورت پنجابی ترجمہ کیا ہے۔

"جھلیاں سدھراں" (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) اور "پھٹ اکھراں دے" (مطبوعہ ۱۹۹۱ء) آپ کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ نمونہ نعت دیکھئے:

میخانۂ طیبہ دے جدوں ساقی پیائی وحدت دی مے مستانیاں نوں
اوسے وحدت دے رنگ تھیں اوہناں مستانیاں دتیاں رنگتاں چاہڑ زمانیاں نوں
اوہناں ای مستاں نیں مستی دے وچ آ کے قصر کسریٰ دے کر مسمار دتے
نعرہ اللہُ اکبر دا مار کے تے لرزہ پا دتا بُت خانیاں نوں
دے کے درس اُخوت پرو دتا اِکو لڑی وچ موتیاں منکیاں نوں
شانہ شانے نال میل کھلار دتا شاناں والیاں تے بے شانیاں نوں

پیدا ہوئے نہ ہون گے جگ اُتے لا کے یاریاں ایکن نبھان والے
بوبکرؓ تے عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ دسیا پال کے جیکن یارانیاں نوں
اوہ تے اوہ رہے اوہناندی آلؓ نے وی سراں نال نبھا کے دسیاں نیں
جدوں دین اُتے اوکڑ بنی اے کوئی کیتا سراں دے پیش نذرانیاں نوں

ہن وی روز ہر شام نوں شمع بل کے اوہوا گھر گھر منظر وکھا رہی اے
آپوں آپ ای جاناں لطیفؔ وارن کوئی نئیں بھیجدا سدّے پروانیاں نوں (۲)

حوالہ:

(۱) گجرات کی بات مرتبہ اسحاق آشفتہ (۲) پھٹ اکھراں دے۔ صفحہ ۱۰

محبوبِ عالم، مولوی

مولوی محبوب عالم پنجابی کے شاعر اور روحانی شخصیت تھے۔ سوہاوہ (منڈی بہاءُ الدین) کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۰ء کو مولوی محمد یار کے گھر پیدا ہوئے۔ دین کا علم حاصل کیا۔ جیسا کہ ان کے کلام میں جگہ جگہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے وہ جناب غلام مرتضیٰ شاہ ساکن بیربل شریف کے مرید صادق اور خلیفہ تھے۔

آپ نے ۱۸۸۶ء میں وفات پائی اور سوھاوہ میں مزار بنا۔ اس ۴۶ سالہ زندگی میں آپ نے علمی و روحانی میدان میں بلند مقام حاصل کیا اور پنجابی شعر میں دو درجن کے قریب کتابیں یادگار چھوڑیں۔ جن میں تفسیر، فقہ، تصوف اور عشقِ حقیقی کے موضوعات نمایاں ہیں۔ (۱)

دیگر کتب کی طرح سی حرفی میں بھی عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا جلوہ نمایاں ہے۔ دو بیت ملاحظہ ہوں:

ر رہو مائے مُتیں دیہ نائیں توڑے لکھ مہناں اوس چاک دا اے

تینوں چاک جاپے مینوں پاک جاپے سُرمہ نور مینوں اوسدی خاک دا اے
ایہو عرب عجم دا والی اے، ایہو نور عرش افلاک دا اے
ایہو سرور عالم ﷺ ایہو طٰہٰ یٰسٓ، ایہو صاحب شان لولاک دا اے (۲)

ف فرق دقیق ہے احد احمد ﷺ وچ گھونگھٹ میم دا لاہ ویکھو
اس گھونگھٹ چمکار جمال اکو بھاویں ماہی ویکھو بھاویں ماہ ویکھو
حسن ازل جس ڈٹھا نائیں ایہو حسن رسول اللہ ویکھو
یا وَت بیربلاں دا حضرت عالمؔ دا بادشاہ ویکھو (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) ضلع گجرات مرتبہ ڈاکٹر احمد حسین قریشی صفحہ ۹۴۲

(۲) مجموعہ سی حرفی محمد الدین و محبوب عالم۔ گجرات ۱۲۹۸ھ صفحہ ۱۳ (۳) ایضاً۔ صفحہ ۱۵

محمد الدین، الحاج صوفی ملک

ملک محمد الدین ماہنامہ "صوفی" منڈی بہاءُ الدین (گجرات) کے مدیر و مالک تھے اور بیسویں صدی کی دوسری، تیسری اور چوتھی دہائیوں میں "صوفی" کا شمار ملک کے مقبول ترین رسائل میں ہوتا تھا۔ ملک محمد دین کا اصلی وطن جلالپور جٹاں کے قریب دریائے چناب کے کنارے چھوٹا سا گاؤں "مہوٹہ کلاں" تھا (جو اب بے چراغ ہو چکا ہے)۔ ملک صاحب کا بچپن اور جوانی نہایت دگرگوں حالات میں گزری۔ ۱۹۰۶ء میں اپنے والد کے مرشد خانہ سیال شریف پہنچے۔ انہوں نے جلالپور شریف بھیجا۔ وہاں ملک صاحب پیر سیّد حیدر شاہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اس کے بعد مقدّر مہربان ہو گیا اور ملک صاحب کو عزت، دولت، شہرت سبھی کچھ مل گیا۔ ۱۹۰۷ء میں ملک صاحب نے "صُوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی" منڈی بہاؤالدین کی بنیاد رکھی۔ اگلے برس ماہنامہ "صُوفی" کا اجرا ہوا اور صوفی صاحب کی محنت اور ذہانت سے جلد ہی اس کا شمار ملک کے کثیر الاشاعت ماہناموں میں ہونے لگا۔ ملک صاحب نے کچھ دینی تاریخی کتب بھی لکھیں۔ شاعری بھی کرتے تھے۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۴ء کو فوت ہوئے اور منڈی بہاؤالدین کے محلہ طارق آباد میں دفن کئے گئے (۱)۔ پنجابی نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو:

مشک ختن تے عرق گلابوں منہ دھوواں لکھ واری
اجے وی نام نبی ﷺ دا لیناں ہے بے ادبی بھاری!
لے کوثر دے حوضوں پانی دھون فرشتے جیبھاں
زم زم لے کے کرن کرولی حوراں نیک نصیباں
پھر بھی فخر رسولاں ﷺ دا ہے ناں لیناں گستاخی
جس گستاخی دی نہیں ممکن اللہ باجھ معافی
خوابے وچ زیارت دی ہے کئی ورھیاں دی سِکھی
شالا بھاگ میرے وچ ہووے ایہ سعادت لکھی
پاپی چاہے کراں زیارت ہے ایہ جرأت بھاری
کویں گداگر بنے شہنشاہ باجھوں فضل غفاری
ہین پہاڑاں نالوں وڈیاں مولا میریاں بدیاں
روہڑ لجاون چڑھ کے پل وچ فضل تیرے دیاں ندیاں
میرے بُرے نصیب اُتے رووے خویش پرایا
میں نکرماں پہنچ مدینے مڑ خالی ہتھ آیا!
جدوں خیال گناہ دا آوے رووآں تے پچھتاواں
پاک نبی ﷺ جے کرن شفاعت تاں میں بخشیا جاواں

حوالہ جات:۔

(۱) اقبال اور گجرات از ڈاکٹر منیر سلیچ (زیر طبع)

(۲) ماہنامہ "پنجابی" لاہور سالنامہ ۱۹۵۲ء۔ صفحہ ۲۱

محمد دین قریشی سروری قادری،

آج سے ایک صدی قبل اپنی لاکھوں کی جائیداد راہِ خدا میں وقف کرنے والے مردِ درویش حاجی محمد دین بلاشبہ گجرات کے عظیم ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ حضرت جعفر طیار کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے بزرگوں میں سے عثمان نامی بزرگ گجرات آئے۔

آپ کے والد مولوی جیلانی بخش قریشی تحصیلدار تھے اور اپنی صاف گوئی کی بنا پر "راست گو" کہلاتے تھے۔ حاجی محمد دین نے انٹرنس مشن سکول گجرات اور کمپلاس کی تعلیم گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ سب اوور سیئر کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا مگر پھر سب کچھ چھوڑ کر دینِ مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ اور فلاحِ انسانیت میں کچھ ایسے مصروف ہوئے کہ تمام زندگی اسی راہ میں بتا دی۔ اپنا سب کچھ راہِ خدا میں قربان کر دیا۔ گجرات، لائل پور، جھنگ میں اپنی جیب سے مساجد بنوائیں اور اپنی لاکھوں کی جائیداد ان مساجد کے خرچ کے لیئے وقف کر دی۔ سخاوت آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو تھا۔ حضرت سلطان باہوؒ سے باطنی فیض پایا تھا اور ان سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ان کی کتب کی تلاش اور نقل کرنے میں آپ نے ہزاروں میل کا سفر کیا۔

آپ کی شخصیت کی دوسری نمایاں خوبی عشقِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔ آپ نے فارسی، اردو اور پنجابی نظم و نثر میں کم و بیش ۴۰ (چالیس) کتب یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں حبِّ رسول ﷺ سب سے بڑا موضوع ہے۔ آپ عشقِ حبیبِ خدا ﷺ میں سر تا پا غرق تھے۔ آپ نے پابندِ شریعت تصوف کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ کے عقیدت مندوں میں دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل تھے۔

آپ نے اپنی تمام کتب خود شائع کروا کر مفت تقسیم کیں۔ گجرات میں سب سے پہلا نعتیہ دیوان (فارسی، اردو، پنجابی) آپ کا "دیوانِ محمدی" ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۶ ہجری میں امر پرکاش پریس گجرات سے طبع ہوا تھا۔ بعد میں اس کے بہت سے ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۴۸ صفحے کے اس مجموعہ میں موجود نعتیں آپ کی قلبی کیفیات کا اظہار ہیں۔ آپ کی دیگر کئی کتب مثلاً "آئینۂ معرفت"۔ "حکایت پاک رسول ﷺ"۔ "قصیدہ نعتیہ" میں بھی فارسی، اردو اور پنجابی نعتیں شامل ہیں۔

آپ نے ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ کو رحلت فرمائی اور شاہدولہ روڈ پر "مسجد حاجی صاحب" کے جنوب مشرقی کونے میں مزار مبارک بنا۔(۱)

آپ کی پنجابی نعت کا نمونہ یہ ہے:

کیہ کیہ لطف محمد ﷺ اتے ویکھو رب غفار کیتا
اپنا یار بنا کے اوس نوں عالم دا سردار کیتا

ایس امت دی خاطر ویکھو غار اندر رو رو کے تے
رتن دن تیکر اِکّو سجدہ امت دے غمخوار کیتا
بخشش دے تے لائق نہیں سال پر مشتاق نثار اوہدے تے
میں تاں رہی خطاواں کردی اوس کرم ہر بار کیتا (۲)

ہے شان جو احمد پیارے ﷺ دا
نہیں شان اوہ عالم سارے دا

اوہنوں دو جگ دی سرداری اے
اوہدا حکم ہمیشہ جاری اے
اوہدے شان دا جو انکاری اے
مُنہ کالا اوس ہتھیارے دا
ہے شان جو احمد پیارے ﷺ دا
نہیں شان اوہ عالم سارے دا

اوہدی دُھم زمیں اسمان اتے
ہر پاسے کُل جہان اتے
رکھو وِرد درود زبان اتے
ہے چارہ ہر بے چارے دا
ہے شان جو احمد پیارے ﷺ دا
نہیں شان اوہ عالم سارے دا (۳)

حوالہ جات:

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات۔ صفحہ ۲۱۳
(۲) شاہین۔ مجلّہ زمیندار کالج گجرات بابت جون ۹۴ تا جون ۹۵۔ صفحہ ۲۸۷
(۳) کھوج شمارہ نمبر ۴۔ مضمون سیّد مسعود ہاشمی۔ صفحہ ۳۹

محمد عالم، مولوی

مولوی محمد عالم کھوڑوی جید عالم دین، ریاضی دان اور شاعر و ادیب تھے۔ کھوڑی (نزد ڈنگہ) کے رہنے والے تھے جو اب آپ کے نام پر "کھوڑی عالم" کہلاتی ہے۔ آپ کے والد کا نام گوہر خاں تھا اور گوجر ذات سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ نے دہلی اور لاہور کے نامور اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا اور منطق، فلسفہ اور خوش نویسی میں کامل دسترس حاصل کی۔ معقولات میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ "حساب العالم" کے نام سے آپ نے ریاضی کے مسائل پر ایک معرکے کی کتاب لکھی۔ علمی مقام کے ساتھ ساتھ روحانیت میں بھی صاحبِ حال بزرگ تھے۔ حضرت مولانا جان محمد قادری لاہوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے ۱۱ نومبر ۱۸۹۳ء کو وفات پائی اور کھوڑی میں دفن ہوئے۔ آپ کی پنجابی زبان میں تھوڑی سی شاعری بھی محفوظ ہے۔(۱)

ایک مناجات سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خداوندا رسول اللہ ﷺ ملائیں
مدینے پاک وچ عالم بلائیں

جے ہوواں سگ مدینہ دی گلی دا
ایہو جانا مراتب ہے ولی دا

مدینے شہر دی کرنی گدائی
ایہو سانوں خدا تھیں بادشاہی

کوئی ہووے سیو کشتی مہانا
اساں سر پر سجن دے دیس جانا

اساں اج سال گزرے روندیاں نوں
ہنجھوں دے نال چشماں دھوندیاں نوں

ویکھاں روضہ تے میں قربان جاواں
تیرے روضے توں میں مقصود پاواں (۲)

حوالہ جات:۔

(۱) خفتگانِ خاکِ گجرات۔ صفحہ ۲۲۹

(۲) ضلع گجرات مرتبہ ڈاکٹر احمد حسین قریشی۔ صفحہ ۹۳۴

مختار حسین شاہ، سید

آپ سید فضل حسین شاہ مرحوم (کھیپرانوالہ۔ گجرات) کے صاحبزادے ہیں۔ تصوف اور شاعری ورثہ میں ملی ہے۔ تین چار کتب لکھ چکے ہیں جو توحید، رسالت، تصوف سے متعلق ہیں۔

پنجابی شاعری بھی کرتے ہیں۔ پنجابی نعتیہ کلام کا انداز یہ ہے:

بڑی ہی دور دی لگڑی اے یاری یا رسول اللہ ﷺ
تھوڈی اے لامکاناں تے سواری یا رسول اللہ ﷺ
تسیں احد تھیں احمد بن کے آئے وچ سماناں دے
محمد مصطفیٰ ﷺ مشہور ہوئے وچ جہاناں دے
تھوڈی وحدت تھوڈی کثرت نیاری یا رسول اللہ ﷺ
سمندر آکھدے تہانوں تے دریا آکھدے تہانوں
گلستاں آکھدے تہانوں تے پھل وی آکھدے تہانوں
ہوا تہاڈے مدینے دی پیاری یا رسول اللہ ﷺ (۱)

حوالہ:۔

(۱) روحِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم: از محمد علی و سید مختار: صفحہ ۱۷۳

مظہر چودھری

"جاگدے سفنے" جیسی جاندار کتاب کے خالق مظہر چودھری کا اصل نام مظہر حیات چودھری ہے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۴۵ء کو دلاور پور۔ تحصیل کھاریاں (گجرات) میں چودھری غلام سرور کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی۔ زمیندار کالج سے بی اے کرنے کے بعد مختلف نوعیت کی مصروفیات رہیں جن میں زمینداری، ٹھیکیداری وغیرہ شامل ہیں۔

۱۹۷۷ء میں پنجابی غزلوں کا مجموعہ "جاگدے سفنے" شائع ہوا اور مظہر چودھری کو ادبی

حلقوں میں ایک صاحبِ اُسلُوب شاعر کی حیثیت سے جانا جانے لگا۔ دو اور مجموعہ ہائے کلام منتظرِ طباعت ہیں۔ عقیدت اور عجز سے نعت لکھتے ہیں اور اردو پنجابی دونوں زبانوں میں یہ سعادت انہیں حاصل ہے۔

پنجابی نعتیہ کلام کا نمونہ یہ ہے:

دو نانواں نوں ہر دم لوڑاں
کافر ہوواں جس نوں چھوڑاں
لحہ کراں محسوس میں لحہ
اک دیاں کمیاں، اک دیاں تھوڑاں
الف دا ورد پکا نہ سکاں
میم توں جے کر مُکھڑا موڑاں
کُھل جان رحمت دے سب بُوہے
دوھاں تائیں جس دم جوڑاں
اک دا فضل تے درشن اک دے
مظہر گئے مکانیں سوڑاں (۱)

حوالہ:۔

(۱) شاعر کے کوائف اور نمونۂ کلام براہِ راست ان سے حاصل ہوئے۔

منظُور الٰہی قریشی

منظور الٰہی قریشی گجرات شہر کے محلہ مسلم آباد میں جامع مسجد عرفانی کے قریب رہائش رکھتے ہیں۔ ان کی کتاب "لمّاں سفر" تین دفعہ شائع ہو چکی ہے جس میں نعت، منقبت وغیرہ اپنی روایتی عقیدت کے ساتھ موجود ہے۔ پنجابی زبان میں لکھی گئی نعتوں کے اس مجموعے کے ہر ہر شعر سے شاعر کی کیفیات کا اظہار ہوتا ہے۔

نمونہ ملاحظہ ہو:

گھل کے حبیب ﷺ اپنا، احسان اللہ فرمایا

نور مجسّم پاک محمد ﷺ، بن کے رحمت آیا
اللہ واحد خالق رازق، لاشریک بنایا
کفر شرک دا ہنیر مٹا کے، سِدّھا راہ وکھایا
پاک کلام اللہ دی دے کے، خُلق عظیم وکھایا
دُرِّ یتیم یتیماں تائیں، سینے نال لگایا
عاجز تے مسکین نمانے، غم درداں دے مارے
پاک محمد سرور عالم ﷺ دکھ ونڈائے سارے
روز حشر تے قبرے اندر، کوئی نہ حامی بھرسن
نبی محمد ﷺ سُن فریاداں، آ شفاعت کرسن
درود صلوٰۃ دیاں گھل سوغاتاں، پٹہ غلامی پا
رکھ تسلّی عاصی بندیا، جائیں خلاصی پا
بحر غماں وچ غوطے کھائے، عاصی منظورؔ نمانا
ہے یقین پاک محمد ﷺ بیڑا بنے لانا (۱)

حوالہ:۔

(۱) "لمّاں سفر"۔ از منظور الٰہی قریشی۔ گجرات ۱۹۹۳ء۔ صفحہ ۴۶

منیر احمد سلیچ، ڈاکٹر محمد

مؤلّف مقالہ ھذا نے ۳ جنوری ۱۹۶۶ء کو گجرات کے ایک نواحی قصبے لوراں میں حاجی اللہ دتّا کے گھر جنم لیا۔ گورنمنٹ پرائمری سکول لوراں، گورنمنٹ ریاض الدین احمد ہائی سکول مدینہ (گجرات)، زمیندار کالج گجرات اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے بالترتیب پرائمری، ہائی، انٹرمیڈیٹ اور ایم بی بی ایس کے امتحانات پاس کیے۔ نجی حیثیت سے بی اے، ایم اے اردو، ایم اے پنجابی کی ڈگریاں لیں۔ تعلیمی میدان میں چار وظائف حاصل کیے۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں کئی تعریفی سندات اور انعامات پائے۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں (۱) "اقبالؒ اور گجرات"۔ اقبال اکادمی لاہور

۱۹۹۰ء۔ (۳) "خفتگان خاکِ گجرات" ۱۹۹۶ء (۴) احوال و کلام "مولوی نور الدین انور" ۱۹۹۷ء اور دو درجن تحقیقی مقالات لکھ چکا ہوں۔ تین کتب زیرِ اشاعت ہیں۔ کئی ایک پر کام جاری ہے۔ محکمہ صحت پنجاب میں میڈیکل آفیسر ہوں۔ تحقیق و تاریخ پسندیدہ شعبہ ہے۔ کبھی کبھی شعر کہنے کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ پنجابی نعت کہنے کی بھی جسارت کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

میرا تن من سب زبان ہووے
گل سوہنے ﷺ دی ہر آن ہووے

دل، اکھیاں، عقل یا جان ہووے
سب سوہنے ﷺ توں قربان ہووے

سدا لب تے رہوے ثنا اوہدی
میرا ایہو مان تران ہووے

سینے وس جائے حب محمد ﷺ دی
تد پورا دین ایمان ہووے

اوہدی عظمت بندہ دسے کیہ
جہدا شاہد آپ قرآن ہووے

سب فکر اندیشے مک جاون
اک سوہنے ﷺ دا ارمان ہووے

منیر صابری کنجاہی

عاصی رضوی مرحوم کے اس نامور شاگرد نے کنجاہ کو شعر و سخن کا صحیح معنوں میں مرکز بنا دیا ہے۔ ابھرتے ہوئے شاعروں کی حوصلہ افزائی اور اصلاح کے ذریعے وہ ایک عظیم ادبی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی نرسری سے پرورش پانے والے یہ لوگ مستقبل کا ادبی اثاثہ ہیں۔

منیر صابری نے ۲۲ فروری ۱۹۳۹ء کو کنجاہ میں حاجی برکت علی کے گھر جنم لیا۔ میٹرک تک تعلیم پائی۔ ۱۹۵۸ء میں سخن گوئی کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ بعد عاصی رضوی سے تلمذ اختیار کیا اور پنجابی زبان سے قلبی طور پر وابستگی اختیار کی۔ لفظوں کو شعر کی شکل دیتے ہیں اور کپڑے کو

[illegible]ں کی صورت عطا کرتے ہیں۔ مخلص اور ملنسار انسان ہیں۔ بزمِ شعر و سخن کنجاہ کے سرپرست ہیں۔

نعت نہایت اہتمام سے لکھتے ہیں۔ زنجیرہ کی صورت میں ایک نعت کا کچھ حصہ ملاحظہ ہو:

مدینے دی خوش کن فضاواں توں صدقے
مدینے دی ٹھنڈی ہواواں توں صدقے
منیر ہر مسلماں نوں ہو جانا چاہی دائے
محمد ﷺ دے در دے گداواں توں صدقے

صدیق اکبرؓ دا آقا ﷺ وکھا دے
فاروق اعظمؓ دا داتا ﷺ وکھا دے
عثمانؓ ذیشان دا ملجا ﷺ وکھا دے
علی مرتضیٰؓ دا توں مولا ﷺ وکھا دے
وکھا دے مدینے دی وستی وکھا دے
جو ویکھن دے لائق اوہ ہستی وکھا دے (۱)

حوالہ:

(۱) کوائف اور اشعار ان سے خموش چیچیانوی کی وساطت سے حاصل ہوئے۔

منیر ناگریانوی، منیر حسین

منیر ناگریانوی گجرات کے ابھرتے ہوئے نوجوان پنجابی اور اردو شاعر ہیں۔ یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو جناب احمد دین کے ہاں ناگریانوالہ (گجرات) میں آنکھ کھولی۔ بی اے کے بعد ایم اے کر رہے ہیں۔ ۱۹۸۵ء سے شعر و سخن کی طرف راغب ہوئے۔ منیر صابری کنجاہی سے اصلاح لیتے ہیں۔ غزل، نظم، چومصرعہ اور نعت لکھتے ہیں۔ اردو شاعری کے علاوہ نثر نگاری بھی کرتے ہیں۔ دو ناول اشاعت کے منتظر ہیں۔ آج کل اپنا پرائیویٹ سکول چلا رہے ہیں۔ بزمِ شعر و سخن کنجاہ کے فعال رکن ہیں۔ نعت کا نمونہ یہ ہے۔

طیبہ دیاں پاک فضاواں دا
کد جا کے لُطف اٹھاواں دا (۱)
جس روز مدینے جاواں دا
اکھاں نال جالی لاواں دا
میں جالی پھڑ کے روضے دی
رو رو کے حال سناواں دا
اوہ دن کِسراں دا ہووے دا
جد اوتھے نعت سناواں دا
اک روز دعا منظور ہوسی
میں جا کے سِیس جھکاواں دا
ایہ گل منیرؔ دے موںہہ آئی
کیہ مان اے ایناں ساواں دا (۲)

حوالہ:۔
(۱) ضلع گجرات کی پنجابی بولی میں "دا" گا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
(۲) شاعر موصوف کے کوائف اور نعت ان سے خموشؔ چیچیانوی کی وساطت سے حاصل ہُوئے۔

مہجُور رِضوی ' سیّد عارِف محمُود

سید عارف محمُود مہجورؔ رضوی گجرات کے نامور شاعر اور کتاب دوست ہیں۔ سیّد محمد شریف کے ہاں ۲۷ مارچ ۱۹۶۰ء کو گجرات شہر کے محلہ خواجگان میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی علم و ادب کی طرف راغب تھے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں آپ زمیندار کالج گجرات میں سال دوم کے طالب علم تھے۔ تحریک میں فعّال کردار ادا کرنے کی پاداش میں ڈی پی آر کا نشانہ بنے اور اپنا تعلیمی سفر جاری نہ رکھ سکے۔ ۱۹۷۵ء میں سخن گوئی کا آغاز کیا۔ جناب ابو الطاہر فدا حسین فداؔ سے اصلاح لیتے ہیں۔ اردو اور پنجابی میں تقریباً سبھی

اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ تاہم تاریخ گوئی اور قطعات نگاری ان کا مخصوص میدان ہے جس میں ان کا مقام مسلّمہ ہے۔ "عنوانِ نجات" کے نام سے ۱۹۹۷ء میں مجموعہ سلام و مناقب شائع ہو چکا ہے۔ "پسِ آئینہ" کے عنوان سے قومی اور عوامی نظمیں اور قطعاتِ تاریخ پر مشتمل کتابیں جلد منظرِعام پر آرہی ہیں۔ تاریخ گوئی کا فن آپ کو حکیم محمد مُوسیٰ صاحب امرتسری سے ودیعت ہوا ہے۔

پنجابی نعت کا انداز یہ ہے۔

مدینے دے در و دیوار ویکھاں
کدی میں وی تیرا دربار ویکھاں
ملے مینوں جیکر اذنِ حضوری
نہ مُڑ کے فیر میں گھر بار ویکھاں
جدوں جھانکاں میں اپنے آپ اندر
تیری چاہت دا اک گلزار ویکھاں
تیری الفت غلامی چاکری دا
میں سینے وچ سدا اظہار ویکھاں
ہے ناممکن تیری مدح و ثنا دا
گلے وچ ہار پائے ہار ویکھاں
نہ حُسن ہار تیرے وانگ کوئی
جیہا اپنے نہ میں بدکار ویکھاں
تیری نسبت رہوے قائم ہمیشہ
نہ میں مہجورؔ دُوجا گھار ویکھاں (۱)

حوالہ:۔
(۱) جناب مہجور کے کوائف اور نعتیہ اشعار براہِ راست حاصل کیے۔

نادِر حُسین بخاری ' سیّد

مہم چوک (بھمبر روڈ گجرات) میں مدفون روحانی شخصیت سیّد نادر حسین شاہ بخاری

ہے۔ والدِ محترم کا نام سید ظہار شاہ تھا جن کا آبائی وطن بھوپال والا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ تھا۔ وہاں سے نقل مکانی کر کے چک جھمرہ لائل پور کے قریب آباد ہو گئے اور اس نو آباد گاؤں کا نام بھی بھوپال والا رکھا۔ اسی گاؤں میں سید نادر حسین ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بھوپال والا (ڈسکہ) میں پیر محمد شاہ قادری قلندری سے بیعت ہوئے اور انھی کی ہدایت پر ۱۹۳۰ء کے قریب مہم (گجرات) آئے اور پھر یہیں زندگی سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے گزاری۔ ۲ ماگھ ۱۹۶۷ء کو وفات پائی اور مہم میں دفن ہوئے۔ (۱)

آپ اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں صوفیانہ رنگ میں شاعری کرتے تھے۔ بہت سا کلام مزار کی تعمیر کے دوران ضائع ہو گیا۔ صرف شائع شدہ "گلزارِ حقیقت" محفوظ رہ سکی۔ اس کتابچے میں اردو، پنجابی، حمد، نعت، ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بارے میں نظمیں اور صوفیانہ شاعری موجود ہے۔ اسی کتاب سے ایک نعت ملاحظہ ہو۔

یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا
ستے ہوئے نصیب نوں ٹھوکر مار جگا کے جا

صدقے اپنی شان دے
سرور کل جہان دے
شافع حشر میدان دے
وصل دا جام پلا کے جا
یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا

حاضر وچ حضور ہاں
راز تیرے توں دور ہاں
کثرت وچ مجبور ہاں
وحدت سبق پڑھائے جا
یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا

بے شک میں اوگنہار سہی
پاپی تے بدکار سہی
سچی تیری سرکار ہے

عیب میرے بخشا کے جا
یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا

خادم ہاں حضور ﷺ دا
وکھا جلوہ نور دا
ہاں مسافر دور دا
سینے نال لگا کے جا
یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا

تینوں سب توفیق ہے
تیرا رب رفیق ہے
نادر اج اڈیک ہے
اپنی دید کرا کے جا
یا محمد سوہنیا ﷺ میں پر کرم کما کے جا
ستے ہوئے نصیب نوں ٹھوکر مار جگا کے جا (۲)

حوالہ:-

(۱) گجرات دے پنجابی شاعر (مسودہ)

(۲) گلزار حقیقت۔ از پیر نادر شاہ بخاری۔ مہم گجرات۔ س ن۔ ص ۱۶

نبی بخش درزی

نبی بخش درزی سوہل خورد (نزد جلالپور جٹاں) ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام فتح دین تھا۔ نبی بخش درزی تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کی شخصیت ہیں۔ ان کی تصنیف "ہدیۃ العلماء" (منظوم پنجابی احوال و آثارِ حضرت شاہ قطب الدین میانی پنڈی گجرات) کا سن تصنیف ۱۳۰۰ھ ہے۔ اس کتاب کے سرورق پر آپ کا نام "زبدۃ السالکین نبی بخش المتخلص درزی" لکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ "درزی" آپ کا تخلص تھا مگر آپ درزیوں کا کام نہیں کرتے تھے۔ جیسے میاں حبیب اللہ فقیر درزی، ساکن چوہدوال یا پیر

خرابات خواجہ ثناء اللہ رفوگر تخلص کرتے تھے۔ "ہدیۃ الصلحاء" کے آغاز میں نعت کے یہ چند اشعار موجود ہیں۔ نبی بخش سید محمد فضل شاہؒ دربار میانی پنڈ کے مرید صادق تھے۔

رسولؐ اللہ ﷺ توں میں قربان جاواں
ہزاراں بار جان اپنی گھماواں
رسولؐ اللہ ﷺ میرا پیارا ہے مطلوب
رسولؐ اللہ ﷺ میرا غم خوار محبوب
میرا محبوب احمد مصطفیٰ ﷺ ہے
رسولؐ اللہ ﷺ جو ختم الانبیاء ہے
رسولؐ اللہ ﷺ میرا آ ویکھ احوال
وچھوڑے نے تیرے کیتا ہے پامال
میری جلدی خبر لے میرے دلدار
بلائے دامِ ہجراں میں ہوں لاچار
کھلا درزی ہے در پر خیر پائیں
رسولؐ اللہ ﷺ جمال اپنا وکھائیں (۱)

حوالہ:-
(۱) حالات وکلام 'ہدیۃ الصلحاء از نبی بخش درزی' اسلام آباد۔ ۱۹۹۵ء۔ صفحہ ۲۹

نورالحسن چشتی، حاجی

حاجی نورالحسن چشتی ۱۹۳۲ء میں جموں شہر میں چودھری محمد عبداللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ چھٹی جماعت تک تعلیم پائی۔ تقسیم ہند کے بعد اپنی والدہ اور بھائیوں کے ساتھ گجرات چلے آئے۔ جموں شہر میں ہونے والے فسادات میں آپ کے والد، دو بھائی اور قریبی عزیز شہید ہو گئے۔ حاجی نورالحسن کی والدہ کو نعت رسول ﷺ کا شوق تھا۔ انھی سے حاجی صاحب کو یہ شوق منتقل ہوا جو گجرات مراد پاڑی ورکس میں ہونے والی ادبی محفلوں کے ذریعے پروان چڑھتا رہا اور حاجی صاحب نے دو مجموعہ ہائے نعت اہل بصیرت کے لیے پیش کر

کے اپنی عاقبت سنوار لی۔ "ارمغانِ نور" ۱۹۸۰ء میں (۷۴ صفحات) اور "عرفانِ نور" ۱۹۹۶ء میں (۵۱ صفحات) طبع ہوئے۔ حاجی صاحب سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں حضرت بابو جی غلام محی الدینؒ (گولڑہ شریف) سے بیعت ہیں۔ دو بار حجِ بیتُ اللہ اور تین بار عُمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ آج کل النورؐ پاڑی ورکس کے ذریعے صنعتِ ظروف سازی کو فروغ دے رہے ہیں (۱)۔ نعت کا نمونہ ملاحظہ ہو جس میں آپ کی قلبی کیفیات کا بھرپُور اظہار ہے۔

تیرے والشّمس چہرے توں قربان میں، رخِ انور توں پردہ اُٹھا سوہنیا
دیدے بیمار دے پیاسے دیدار دے رو رو کردے نیں ایہ التجا سوہنیا
بدرُ الدُّجیٰ حٰمٓ یٰسٓ کِتے والضّحیٰ کِتے مُدّثّر مُزمّل ہے
دے کے القاب اللہ نے خود آکھیا شان تیری ہے سب توں جُدا سوہنیا
تاہنگ رہندی اے مدّت دی سینے دیوچ کیہ مزا دور رہ کے ہے جینے دیوچ
صدقہ حسنینؓ دا سَد لَو مدینے دیوچ، وسّے تیرا مدینہ سَدا سوہنیا
شہر طیبہ نوں جاندیئے بادِ صبا عرض سُن جا غریباں دی نامِ خدا
آکھیں سوہنےؐ دے قدماں تے سر نوں جھکا ہن تے روضے تے مینوں بُلا سوہنیا
شان اُچّی تیرے سوہنے دربار دی ہوندی ہر ویلے بارش ہے انوار دی
رب نے دِتّی دو عالم دی شاہی تینوں تیرے قبضے چہ ارض و سما سوہنیا
آس نورَالحسن دی ایہ پوری ہووے ہر گھڑی تیرے در دی حضوری ہووے
جالی اکھیاں اگے نوری نوری ہووے آوے اس ویلے میری قضا سوہنیا (۲)

حوالہ:-
(۱) قلمی معلومات محررہ سید عارف محمود مہجورَ رضوی
(۲) عرفانِ نور از حاجی نورَالحسن۔ گجرات جنوری ۱۹۹۶ء۔ صفحہ ۴۳

نورکاشمیری، خواجہ

خواجہ نور کاشمیری پنجابی کے عمدہ شاعر، محقق اور نقاد ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو کھنہ ضلع لدھیانہ میں خواجہ رحمت اللہ کے گھر پیدا ہوئے۔ بی کام اور پنجابی فاضل تک تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک ایل ایل بی بھی کر چکے ہیں اور آج کل راولپنڈی میں قانونی پریکٹس کرتے ہیں۔

ریڈیو پاکستان کے مرکزی شعبۂ خبر میں ۲۰ برس ملازمت کے بعد ۱۹۹۱ء میں ریٹائر ہوئے۔ لدھیانہ سے ہجرت کر کے گجرات کے قصبہ باگڑیانوالہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

ان کی دو کتابیں (باشتراک) "نور منارے" اور "لہراں" شائع ہو چکی ہیں۔ "لہراں" میں ان کے مضامین اور شاعری چھپتی رہتی ہے (۱)۔ حضرت حسان بن ثابت کے دو اشعار کا پنجابی ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَ اَحسَنَ مِنکَ لَم ترقط عینی
وَ اجملَ مِنکَ لم تلدِ النساءُ
خلقتَ مبرا من کل عیب
کانکَ قد خلقتَ کما تشاءُ

حضرت حسانؓ بن ثابت

سوہنا تدھ جیہا نہیں نظر آیا
نہ ای جمیا ماؤَ جہان اندر
پیدا ہوئیوں ہر عیب تھیں پاک پیارے
جیویں مرضی اے تیری بنان اندر (۲)

خواجہ نور کاشمیری

حوالے:۔

(۱) گجرات دے پنجابی شاعر از راقم (مسودہ)

(۲) ماہنامہ "لکھاری" لاہور۔ فروری ۱۹۹۷ء

ھاجرہ مشکور ناصری

جلالپور جٹاں میں مولانا عبدالرحیم ناصری کے ہاں ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئیں۔ پنجابی مجموعہ کلام "دھمدی برکھا" اور اردو مجموعہ "جہان اردو" (۱۹۹۳ء) چھپ چکے ہیں۔ نعت کا نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

صدقے جاواں محمد ﷺ دی شان اتوں جنھے دلاں دا روگ گوا دتا
کر کے کرم نوازی مڑ اوس سوہنے ستا ہویا نصیب جگا دتا
جدوں آئے حضور ﷺ جہان اندر منہ کج شیطان سی رون لگا
لات، عزیٰ زمین تے آن ڈگے کلمہ پتھراں وچوں سنا دتا
موسیٰؑ گئے سن ملن کوہ طور اتے نور ویکھ کے ہوش بھلا بیٹھے
میرے سوہنے محمد ﷺ نوں رب سچے سارے عرش دا سیر کرا دتا
لکھاں معجزے پاک رسول ﷺ دے نیں اک ایہ وی اوہناں دا معجزہ اے
جدوں کیتا اشارہ سی چن ولے دو ٹکڑے کر دکھلا دتا
پیدا ہویا محمد ﷺ دا نور پہلے اوس نور دا فیر ظہور ہویا
مُڑھکے پاک دی پاک خشبو لے کے باگاں وچ گلاب کھڑا دتا
اڈ جاں میں نال ورولیاں دے متاں وچ مدینے پہنچا دیون
ہجر وچ تہاڈے رسول اللہ ﷺ ڈاہڈا غماں نے جگر جلا دتا
نی ہوائے! جے طیبہ نوں جان لگیں لے جائیں سنیہا مشکور کولوں
اک وار بلا لئو کول اپنے، غم ہجر نے بڑا ستا دتا (۱)

حوالہ:۔

(۱) دھمدی برکھا از ہاجرہ مشکور ناصری۔ ۱۹۷۲ء۔ صفحہ ۱۰۹

***

قومی سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس میں
کُتُبِ نعت و سیرت پر
دیئے جانے والے انعامات کا معاملہ

رِٹ درخواست

راجا رشید محمود (ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور) نے اپنے مُشیرِ قانون، محترم رفیق احمد باجواہ ایڈووکیٹ کے ذریعے سیکرٹری وزارتِ مذہبی امور، اسلام آباد کی وساطت سے حکومتِ پاکستان کے خلاف قومی سیرتُ کانفرنس پر مقابلۂ کتبِ سیرت و نعت میں انعامات کے غیر منصفانہ فیصلوں کے خلاف رِٹ درخواست داخل کی۔

رِٹ میں درخواست کی گئی کہ یہ انعامات عیدِ میلادُ النبی ﷺ کے مبارک موقع پر، حکومتِ پاکستان کی نگرانی میں ہونے والی "سیرتُ النبی ﷺ کانفرنس" میں نعت اور سیرت کی کتابوں پر دیئے جاتے ہیں، لیکن انعامات کے سلسلے میں جو غیر منصفانہ اور ناجائز اقدامات کیے جاتے ہیں، اُن سے حضورِ اکرم ﷺ کے میلادِ مبارک کے دن کی بھی بے حُرمتی ہوتی ہے اور پاکستان کے صدرِ مملکت یا وزیرِ اعظم کی حیثیت بھی متأثر ہوتی ہے، کیونکہ انعامات اُن سے دلوائے جاتے ہیں، اگرچہ وہ فیصلوں میں ہونے والے غلط اقدامات سے لاعلم ہوتے ہیں۔

چودھری رفیق احمد باجواہ (ایڈووکیٹ) نے مسٹر جسٹس خلیل الرحمان رمدے (جج ہائی کورٹ) کی عدالت میں ۱۶ جنوری ۱۹۹۷ء کو دلائل پیش کرتے ہوئے گزارش کی کہ عدالتِ عالیہ آج تک دیئے گئے اِن تمام انعامات کی تحقیق کے لیے ایک بورڈ قائم کرے۔ جنھیں ناجائز طور پر انعامات دیئے گئے تھے، اُن سے انعامات واپس لیے جائیں، جن حقداروں کو حق نہیں ملا، اُنھیں ان کا حق دیا جائے اور ذمّہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سائل نے ناانصافیوں کے بارے میں جو خطوط سیکرٹری، وزارتِ مذہبی امور کو ارسال کئے، اُن کی عکسی نقلیں بھی رِٹ کے ساتھ منسلک کیں اور جن کتابوں پر غلط طور پر انعامات دیئے گئے ہیں، اُن کی نشاندہی کی۔ ۲۳ فروری کو وزارت نے جواب داخل کیا۔ سائل کے مشیرِ قانون نے "جواب الجواب" داخل کر دیا ہے۔ معاملہ عدالت کے سپرد ہے۔

۱۹۹۷ء کے احوال

۵ مارچ ۱۹۹۷ء کے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں صفحہ ۵ پر وزارتِ مذہبی اُمور، حکومت پاکستان، اسلام آباد کی طرف سے شائع شدہ اشتہار میں ۱۹۹۷ء کے لیے مقابلۂ کتبِ سیرت و نعت کا اعلان کیا گیا۔

ماہنامہ "نعت" لاہور کے متعلّقین نے اپنی درجِ ذیل کتابیں مقابلے کے لیے بھیجیں:

○ **راجا رشید محمود**۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ نعت پر لکھی گئی کتاب
○ **راجا رشید محمود**۔ شہرِ کرم۔ مجموعۂ نعت
○ **شہناز کوثر**۔ اعزاز یافتہ صحابیاتؓ۔ اسلامی موضوع پر خاتون کی لکھی ہوئی کتاب
○ **اظہر محمود**۔ حضور ﷺ داوَریاں نال سلوک۔ سیرت پر پنجابی میں لکھی گئی کتاب
○ **راجا اختر محمود**۔ ہُوا یہ کہ....۔ بچوں کے لیے سیرت کی کتاب

یہ کتابیں ۳۰۔ اپریل ۱۹۹۷ء (آخری تاریخ) کو وزارت کے دفتر میں پہنچا دی گئیں۔ ۲۱ مئی ۱۹۹۷ء کو مدیرِ "نعت" (راجا رشید محمود) کو مقابلۂ کتبِ سیرت (پنجابی) میں جج مقرر کرتے ہوئے لکھا گیا کہ آپ کے علمی مرتبے اور تحقیقی کام کے پیشِ نظر آپ کو مُنصف مقرر کیا گیا ہے۔ آپ مُرسلہ کتاب "خیر البشر ﷺ دیاں گلاں" کا تنقیدی جائزہ لے کر ۲۰ جون ۱۹۹۷ء تک اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

یہ مراسلہ مدیرِ "نعت" کو ۲۳ مئی کو ملا۔ ۲۴ مئی کو ایک رجسٹرڈ مراسلے کی صورت

میں مدیرِ "نعت" نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر (سیرت) کو لکھا: "ساقی گجراتی کے اِس مجموعۂ نعت (خیر البشر ﷺ دیاں گلّاں) کا مقدّمہ راقم الحروف نے تحریر کیا ہے' اور مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ انعام کے لیے اِس کتاب کی جانچ پڑتال کا کام میں کروں۔ اس لیے معذرت۔"

دو ہفتے کے بعد وزارت کے تین مراسلے راجا رشید محمود' شہناز کوثر اور اظہر محمود کو موصول ہوئے (کتابیں وصول ہونے کے پانچ ہفتے بعد) جن میں اطلاع دی گئی کہ ان کی تین کتابیں (اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلو پیڈیا' اعزاز یافتہ صحابیاتؓ اور حضور ﷺ داوَریاں نال سلوک) مقابلۂ کتب میں شرکت کے قابل قرار نہیں پائیں۔

مدیرِ "نعت" نے ۹ جون ۱۹۹۷ کو اپنے احتجاجی مراسلے میں لکھا:

"وزارت نے مجھے ۲۱ مئی ۱۹۹۷ کے مراسلے میں پنجابی نعت کے مقابلۂ کُتب میں مُنصف مقرّر کرنے کی اطلاع دی۔ میں نے ۲۴ مئی کے خط میں ایک معقول وجہ سے اس ذمّہ داری سے معذرت کرلی۔

اب میری کتاب "اُردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا (جلد اول) کے موصول ہونے کے ایک ماہ پانچ دن بعد آپ نے مجھے مراسلہ مرقومہ ۵ جون ۱۹۹۷ کے ذریعے میری اِس کتاب کو مقابلے میں شرکت کے ناقابل قرار دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میری اس تالیف میں شق نمبر ۳ کے کسی ایک لفظ کی بھی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

چونکہ یہ مجموعۂ نعت نہیں' نعت پر لکھی گئی کتاب ہے (جو مقابلے کے اعلان نمبر 5 کے مطابق ہے) اس لیے یہ میری اپنی شاعری تو نہیں ہو سکتی البتہ یہ منتخب کلام کا مجموعہ نہیں۔ کسی دوسری زبان میں لکھی گئی اور شائع کی گئی کتاب کا ترجمہ' تفسیر یا تشریح نہیں۔ کسی شائع شدہ مواد کی نقل نہیں۔

اس کتاب کی تالیف میں ہزاروں کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حوالے ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ تحقیق کے ذریعے بہت سی نئی چیزیں سامنے لائی گئی ہیں۔ "اوج" کے جس نعت نمبر پر وزارت نے انعام دیا تھا' اس کے حصّۂ انتخاب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

نعت پر لکھی گئی اِس کتاب سے بہتر کتاب مستقبل میں بھی کوئی پیش کرے گا تو

اُسے دانتوں پسینہ آ جائے گا"۔

اظہر محمود نے وزارت کو لکھا:

"میں نے اشتہار میں دی گئی شرط نمبر ایک' دوبارہ دیکھی ہے اور محسوس کیا ہے کہ وزارت نے جس بہانے سے میری کتاب "حضور ﷺ داوَریاں نال سلوک" مقابلے میں شرکت کے ناقابل قرار دی ہے' اس میں کوئی جان نہیں۔

ا۔ یہ کتاب اسی عرصے میں لکھی اور چھاپی گئی ہے جو شرط میں مطلوب ہے۔

ب۔ تحقیق کی صورت یہ ہے کہ اس موضوع پر آج تک اتنی معلومات پہلے کسی کتاب میں نہیں ملتیں۔

ج۔ تاریخ بیان کرتے ہوئے کتاب جتنے ادبی ذوق کی حامل ہو سکتی ہے' اس کے مظاہر کتاب میں جابجا موجود ہیں

د۔ جن اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے' ان کے حوالے ساتھ ساتھ دیے گئے ہیں۔

ازراہِ کرم کتاب کو پھر دیکھا جائے' شرط بھی پڑھ لی جائے اور کسی نامنصفانہ اقدام سے بچنے کی راہ اختیار کی جائے۔"

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی موجودہ فرقہ وارانہ چپقلش کے تناظُر میں لکھی گئی کتاب "حضور ﷺ داوَریاں نال سلوک" اِس قابل ہے کہ حکومتِ پاکستان' ملک کی قومی اور تمام علاقائی زبانوں میں اس کا ترجمہ کرا کے پورے ملک میں پھیلائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جان کے اور دین کے دشمنوں کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کا سلوک کیا تھا اور اسلام کے نام لیوا ایک دوسرے کی جان کے درپے کیسے ہو رہے ہیں جنھیں ایک دوسرے کا بھائی فرمایا گیا ہے۔ بہرحال' وزارتِ مذہبی امور کو کتاب کا موضوع بوجوہ پسند نہیں آیا اور اسے مقابلے میں شرکت ہی کے ناقابل قرار دے دیا گیا۔

شہناز کوثر نے اِس ناانصافی پر اِن الفاظ میں احتجاج کیا:

"وزارت مُجھ سے زیادہ اِس حقیقت سے واقف ہے کہ میری تالیف "اعزاز یافتہ صحابیاتؓ" اشتہار کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ بوجوہ اِسے مقابلے سے باہر کرنے کی غرض

سے محولہ بالا مکتوب میں یہ کہا گیا ہے کہ کتاب شرط نمبرا پر پوری نہیں اترتی۔ جبکہ صحیح صورتِ حال یہ ہے کہ

(الف) یہ کتاب گزشتہ ایک ہجری سال کے عرصے کے دوران لکھی اور شائع کی گئی۔ جامعیت کے ساتھ علمی تحقیق اور ادبی ذوق کی حامل ہے' اور اسے مُستند حوالوں سے مزیّن کیا گیا ہے۔

(ب) اِس سے پہلے (پچھلے سال تک) جن کتابوں کو انعامات دیئے جاتے رہے ہیں' ان میں سے

(i) بعض تو مقابلے کی بنیادی شرائط ہی پر پُوری نہیں اترتی تھیں

(ii) بعض میں فاش غلطیاں تھیں

(iii) بعض میں علمی تحقیق اور ادبی ذوق کا فُقدان تھا

(iv) بعض کو مُستند حوالوں سے مزیّن نہیں کیا گیا تھا

۱۹۹۷ء کے انعام کے لئے شائع کردہ اشتہار' تاریخوں کے علاوہ لفظ بہ لفظ وہی ہے جو پچھلے سال تھا۔ لیکن اِس دفعہ میری کتاب مقابلے میں شرکت کے ناقابل قرار دے دی گئی ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔

میرا احتجاج نوٹ کرلیں اور یاد رکھیں کہ ناانصافیوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اِسی دنیا میں بھی دے دیتا ہے' ورنہ اگلی دنیا میں تو لازماً دیتا ہے۔"

شہناز کوثر کے اس مراسلے کے جواب میں ۱۷ جون کو وزارت نے ایک خط میں اطلاع دی کہ

"After reconsideration the issue your book titled

"اعزاز یافتہ صحابیاتؓ"

has been sent to a panel of Judges for evaluation"

پھر------

۱۵ جولائی ۱۹۹۷ء کو ماہنامہ "نعت" لاہور کے مینجر راجا اختر محمود کو پہلے ایک تار

موصول ہوا جس میں انھیں ۱۸ جولائی کو اسلام آباد میں ہونے والی قومی سیرت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعد میں UMS کے ذریعے ایک مراسلہ ملا جس میں بتایا گیا کہ ان کی تحریر کردہ کتاب "ہُوا یہ کہ..." پر انعام دینا طے کیا گیا ہے' اس لیے وہ ۱۷ جولائی تک اسلام آباد پہنچ جائیں۔

۱۶ جولائی ۱۹۹۷ء کو مدیرِ نعت (راجا رشید محمُود) کو پہلے کانفرنس میں شرکت کے دعوت نامے کے طور پر ایک تار ملا۔ بعد میں UMS کے ذریعے مراسلہ موصول ہوا جس میں کہا گیا کہ قومی سیرت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں وزیرِ اعظم پاکستان آپ کو نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے فروغ کے ضمن میں انعام دیں گے۔

چنانچہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۷ء کو قومی سیرت کانفرنس میں وزیرِ اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے راجا اختر محمود کو بچوں کے لیے سیرت کی کتاب "ہُوا یہ کہ..." لکھنے پر دوسرا انعام (پندرہ ہزار روپے اور سندِ امتیاز) اور مدیرِ نعت کو فروغِ نعت کے سلسلے میں تحقیقی کام کرنے پر حوصلہ افزائی کے طور پر دس ہزار روپے اور سندِ امتیاز دی۔

***

ماہنامہ "نعت" کے گزشتہ شمارے

1988 — حمدِ باری تعالیٰ۔ نعت کیا ہے؟ مدینۃُ الرّسول ﷺ (اول و دوم) اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اول و دوم)۔ نعتِ قدسی۔ غیر مسلموں کی نعت (اول)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (اول)۔ میلادُ النبی ﷺ (اول، دوم، سوم)

1989 — لاکھوں سلام (اول و دوم)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم) معراجُ النبی ﷺ (اول و دوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (دوم) کلامِ ضیاء القادری (اول و دوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم)۔ درود و سلام (اول، دوم، سوم)

1990 — حسنؔ رضا بریلوی کی نعت۔ آزاد بیکانیری کی نعت (اول)۔ وارثیوں کی نعت۔ درود و سلام (چہارم تا ہشتم)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (سوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (سوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم)۔ میلادُ النبی ﷺ (چہارم)

1991 — شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول تا پنجم)۔ غریب سہارنپوری کی نعت۔ اقبالؔ کی نعت۔ فیضانِ رضاؒ۔ نعتیہ مسدس۔ عربی ادب میں ذکرِ میلاد۔ سراپائے سرکار ﷺ (اول)۔ حضور ﷺ کا بچپن

1992 — نعتیہ رباعیات۔ آزاد نعتیہ نظم۔ سیرتِ منظوم۔ نعت کے سائے میں۔ حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (اول، دوم و سوم)۔ آزاد بیکانیری کی نعت (دوم)۔ سراپائے سرکار ﷺ (دوم)۔ سفرِ سعادت منزلِ محبت (اشاعتِ خصوصی)

1993 — ۹۲ (قطعات)۔ عربی نعت اور علّامہ نبہانیؒ۔ ستّار وارثی کی نعت۔ بہزاد لکھنوی کی نعت۔ حضور ﷺ اور بچے۔ حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (چہارم)۔ نعت ہی نعت (اول)۔ یا رسولَ اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین۔ تسخیرِ عالمین اور رحمۃٌ للعالمین ﷺ (اشاعتِ خصوصی)

1994 — محمد حسین فقیرؔ کی نعت۔ اخترؔ الحامدی کی نعت۔ شیواؔ بریلوی اور جمیل نظرؔ کی نعت۔ بے چینؔ رجپوری کی نعت۔ دیارِ نورُ۔ تضمینیں۔ نعت ہی نعت (دوم و سوم)۔ نورٌ علیٰ نور۔ حضور ﷺ کی معاشی زندگی۔ مدینۃُ الرسول ﷺ (سوم)۔ معراجُ النبی ﷺ (سوم)

1995 — حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ استغاثے۔ نعت کیا ہے؟ (دوم، سوم، چہارم)۔ نعت ہی نعت (چہارم و پنجم)۔ کافیؔ کی نعت۔ انتخابِ نعت۔ خواتین کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی)۔ غیر مسلموں کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی)

1996 — لطفؔ بریلوی کی نعت۔ ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ۔ سرکار ﷺ دی سیرت (پنجابی)۔ ظہورِ قدسی۔ حضور ﷺ کے لیے لفظ "آپ" کا استعمال۔ مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے۔ اٹک کے نعت گو شعرا۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا (اول و دوم --- دو خصوصی اشاعتیں)۔ نعت ہی نعت (ششم)

1997 — شہرِ کرم (جنوری)۔ نعت ہی نعت حصّہ ہفتم۔ (فروری)۔ ہُوا یہ کہ.... (مارچ)

1997ء کے شمارے

جنوری	شہرِ کرم (مُصطفیٰ ﷺ نگر)
فروری	نعت ہی نعت (حصّہ ہفتم)
مارچ	ہُوا یہ کہ.....
اپریل	جوہر میرٹھی کی نعت
مئی	حضور ﷺ داوِریاں نال سُلوک
جون	دربارِ رسُول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین
جولائی	احمد رضا بریلوی کی نعت
اگست	مدیحِ سرکار ﷺ
ستمبر	گجرات کے پنجابی نعت گو شعرا
اکتوبر	تہنیت النسا تہنیتؔ کی نعت
نومبر	اُردو نعت اور عساکرِ پاکستان
دسمبر	وامقؔ جونپوری کی نعت

راجا رشید محمودؔ کی مطبوعات

اُردو مجموعہ ہائے نعت

○ 1- ورفعنا لک ذکرک 1977، 1981، 1993 (صفحات 136)
○ 2- حدیثِ شوق (دوسرا مجموعۂ نعت) 1982، 1984، 1986 (صفحات 176)
○ 3- منشورِ نعت (اُردو پنجابی فردیات) 1988 (صفحات 176)
○ 4- سیرتِ منظوم (بصورتِ قطعات) 1992 (صفحات 128)
○ 5- "92" (نعتیہ قطعات) 1993 (صفحات 112)
○ 6- شہرِ کرم (مدینۂ طیبہ کے بارے میں نعتیں) 1996 (192 صفحات)
○ 7- مدیحِ سرکار ﷺ - 1997 (124 صفحات)

پنجابی مجموعہ ہائے نعت

○ 8- نعتاں دی اَتّی (صدارتی ایوارڈ یافتہ) 1985، 1987 (صفحات 124)
○ 9- حق دی تائید - 1956 (صفحات 8)

تحقیقِ نعت

○ 10- پاکستان میں نعت - 1994 (صفحات 224)
○ 11- غیر مسلموں کی نعت گوئی - 1994 (صفحات 400)
○ 12- خواتین کی نعت گوئی - 1995ء (صفحات 436)
○ 13- نعت کیا ہے؟ 1995 (صفحات 112)
○ 14- اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا - اول - 1996 (408 صفحات)
○ 15- اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا - دوم - 1997 (400 صفحات)

انتخابِ نعت

○ 16- مدحِ رسول ﷺ - 1973 (صفحات 198)
○ 17- نعتِ خاتم المرسلین ﷺ - 1982، 1988، 1993 (صفحات 164)
○ 18- نعتِ حافظؔ (حافظ پیلی بھیتی کی نعتوں کا انتخاب) 1987 (صفحات 276)
○ 19- قُلزُمِ رحمت (امیرؔ مینائی کی نعتوں کا انتخاب) 1987 (صفحات 96)
○ 20- نعت کائنات (اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم انتخاب) مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ - جنگ پبلشرز کے زیرِ اہتمام - چار رنگا طباعت - 1993 - (صفحات 816 - بڑا سائز)
○ 21- ماہنامہ "نعت" کی اشاعت کے ساڑھے آٹھ برسوں میں بیسیوں موضوعات اور بہت سے شعراءِ نعت کی نعتوں کا انتخاب راجا رشید محمودؔ نے کیا ہے۔ ماہنامہ "نعت" اب تک 14 ہزار سے زاید صفحات شائع کر چکا ہے۔

اسلامی موضوعات پر کتابیں

○ 22- احادیث اور معاشرہ - 1986، 1987، 1988 (بھارت میں بھی چھپی) صفحات 192
○ 23- ماں باپ کے حقوق - 1985، 1993 (صفحات 112)
○ 24- حمد و نعت (تدوین) 16 مضامین، 49 منظومات - 1988 (صفحات 224)
○ 25- میلادُ النبی ﷺ (تدوین) 16 مضامین، 80 میلادیہ نعتیں - 1988 (صفحات 236)
○ 26- مدینۃُ النبی ﷺ (تدوین) 16 مضامین، 57 منظومات - 1988 (صفحات 224)

تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

○ 27- اقبالؒ و احمد رضاؒ: مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ - 1977، 1979، 1982 کلکتہ ( ) (صفحات 112)
○ 28- اقبالؒ، قائدِ اعظمؒ اور پاکستان - 1983، 1987 (صفحات 160)
○ 29- قائدِ اعظمؒ ----- افکار و کردار - 1985 (صفحات 160)
○ 30- تحریکِ ہجرت 1920 (تاریخی و تحقیقی تجزیہ) 1982، 1986، 1994 (صفحات 464)

مزید کتابیں

○ 31- میرے سرکار ﷺ - 1987 (صفحات 144)
○ 32- حضور ﷺ اور بچے - 1993 (صفحات 112)
○ 33- تسخیرِ عالمین اور رحمتؐ للعالمین ﷺ - 1993 (صفحات 256)
○ 34- درود و سلام - 1993، 1994ء، 1995، 1996، 1997 (آٹھ ایڈیشن چھپے) صفحات 128
○ 35- قرطاسِ محبت (حُبِّ رسول ﷺ کے مظاہر) 1992 (صفحات 144)
○ 36- سفرِ سعادت، منزلِ محبت (سفرنامۂ حجاز) 1992 (صفحات 224)
○ 37- راج دُلارے (بچوں کے لیے نظمیں) 1985، 1987، 1991 (صفحات 96)
○ 38- میلادِ مصطفیٰ ﷺ - 1991 (صفحات 48)
○ 39- عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ - 1991 (صفحات 32)
○ 40- منظومات (نعتیں، مناقب، نظمیں) 1995 (صفحات 160)
○ 41- دیارِ نور - (سفرنامۂ حجاز) 1995 (صفحات 112)
○ 42- حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ - 1995 (صفحات 256)

تراجم

○ 43- الخصائص الکبریٰ - جلد اول و دوم (از علامہ سیوطیؒ) 1982
○ 44- فتوحُ الغیب (از حضرت غوثِ اعظمؒ) 1983
○ 45- تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرینؒ) 1982
○ 46- نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) 1971

شاعر کے مجموعہ ہائے نعت

۱۔ **وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک** ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳ (تین ایڈیشن)

۲ حمدیں، ۷۳ نعتیں اور ۱۴ مناقب ۔ ۱۳۶ صفحات

۲۔ **حدیثِ شوق** ۔ ۱۹۸۲ ۔ ۱۹۸۴، ۱۹۸۶ (تین ایڈیشن)

۷۸ نعتیں ۔ ۱۷۶ صفحات

۳۔ **منشورِ نعت** ۔ ۱۹۸۸

نعت کی دنیا میں فردیات کا پہلا مجموعہ (اُردو اور پنجابی فردیات) ۱۷۶ صفحات

۴۔ **سیرتِ منظوم** ۔ قطعات کی صورت میں پہلی منظوم سیرتُ النبی ﷺ

شروع میں "اردو میں منظوم سیرت کی تاریخ" کے موضوع پر تحقیقی مقدّمہ ۔ حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے ۔ ۱۹۹۲ ۔ ۱۲۸ صفحات

۵۔ **۹۲** ۔ (نعتیہ قطعات) ۱۹۹۳ ۔ "عناصر کی تعداد" کے عنوان سے مقدّمہ ۔ ص ۱۱۲

۶۔ **شہرِ کرم** ۔ ۱۹۹۶ ۔ دنیا کے شعری ادب میں کسی شاعر کا پہلا مجموعۂ نعت جس کا ہر شعر مدینۂ منوّرہ کی تعریف میں ہے ۔ شہرِ کرم کی ۱۹ نادر (چار رنگا) تصاویر ۔ ۱۹۲ صفحات

۷۔ **مدیحِ سرکار ﷺ** ۔ ۱۹۹۷ ۔ شاعر کا ساتواں اُردو مجموعۂ نعت جس میں ۶۳ نعتیں اور ۶۳ نعتیہ اشعار ہیں ۔ ۱۲۸ صفحات

۸۔ **نعتاں دی اَڑی** ۔ ۱۹۸۵، ۱۹۸۷

پنجابی کا پہلا نعتیہ دیوان جسے ۱۹۸۸ میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا ۔ ۶۳ نعتیں ۔ پنجابی کا واحد مجموعۂ نعت جس میں حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے ۔

۱۴۴ صفحات

۹۔ **حق دی تائید** ۔ شاعر کی پہلی پنجابی اُردو کاوش جو ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی

۱۰۔ **منظومات** ۔ ۱۹۹۵ ۔ ۱۶۰ صفحات ۔ (اِس میں ۱۹ نعتیں بھی ہیں)

راجا رشید محمود کا نعت کے موضوع پر تحقیقی کام

پاکستان میں نعت

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

○ نعت کیا ہے؟ ○ برِّ صغیر میں نعت گوئی کا فروغ ○ قیامِ پاکستان کے بعد نعت ○ پاکستان میں مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت ○ جن کے مجموعے ابھی طبع نہیں ہوئے ○ انتخابِ نعت ○ جرائد کے نعت نمبر ○ نعت سے متعلق جرائد ○ رسائل و جرائد کے رسول ﷺ نمبر ○ نعت کے موضوع پر کیا گیا کام ○ نعتیہ مشاعرے ○ نعت خوانی ○ نعت ایوارڈ ○ پاکستان میں فروغِ نعت کے اسباب ○ نعت کے موضوعات ○ ہیئتی تنوّع ○ نعت کے آداب ○ نعت پر تنقید کی ضرورت ○ علاقائی نعت

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لیے ۸۳۸ کتابوں، اور رسائل و جرائد کے ۲۲۱ خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۲۲۴ صفحات

نعت سے متعلق مزید تحقیقی کتب

☆ غیر مسلموں کی نعت گوئی (۴۴۸ صفحات) ۱۹۹۴

☆ خواتین کی نعت گوئی (۴۳۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ نعت کیا ہے؟ (۱۱۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا ۔ جلد اوّل (۴۰۸ صفحات) ۱۹۹۶

☆ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا ۔ جلد دُوم ۔ (۴۰۰ صفحات) ۱۹۹۷

۴۸ صفحات

دُرود و سلام

راجا رشید محمود

کی ایک نیاز مندانہ تالیف

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

ہدیہ : دعائے خیر

ناشر

ایوانِ دُرودو سلام

فون : ۷۴۶۳۶۸۴

اظہر منزل - نیو شالامار کالونی - ملتان روڈ - لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)

چھ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

اسلامی موضوعات پر دھنک رنگ مضامین

۱۹۹۱ کی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب

قوسِ قُزح

شہناز کوثر

حمد میں نعت اور نعت میں اظہارِ عجز کی صُورتوں پر مضامین

حضور ﷺ کی حیاتِ پاک : ربیع الاول کے مہینے میں ہونے والے ۳۹ واقعات

شاتمِ رسول ﷺ کو قتل کر کے تختۂ دار کو چُومنے والے غازیوں کی مشترکہ خصوصیات کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے

درودِ پاک کی اہمیت و فضیلت پر ولولہ انگیز مضامین اور احادیثِ مقدسہ کے حوالے سے مدینۂ طیبہ کی اہمیت پر بڑے دل نشین انداز سے بحث کی گئی ہے

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے سانس کی مالا اور ھُو پر طُرّہ لکھا ہے

اسلامی تقریبات کی غرض و غایت اور اہمیت پر بصیرت افروز معلومات دی گئی ہیں

ناشر

فون : ۷۴۶۳۶۸۴

ایوان درودو سلام

اظہر منزل - نیو شالامار کالونی - ملتان روڈ - لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)

Monthly **NAAT** Lahore
CPL 106